مکتبہ ظاہریہ کا صحیح ترین قلمی نسخہ

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا (بخاری)

جزء رفع الیدین

تالیف:

أمیر المؤمنین فی الحدیث

محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمہ اللہ

ترجمہ تخریج وتعلیق:

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

مکتبہ ظاہریہ کا صحیح ترین قلمی نسخہ

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي

نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا (بخاری)

جزء رفع الیدین

تالیف:

امیر المؤمنین فی الحدیث
محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمہ اللہ

ترجمہ، تخریج و تعلیق:

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

فہرست

☆☆☆

عرضِ ناشر

نماز دین اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے اور اس میں نیکی کے وجود کو قائم کرنے کا واحد ذریعہ نماز ہی ہے۔ نماز کفر و ایمان کے مابین حد فاصل ہے۔

نماز دل کو سکون و سرور، ذہن کو صفائی، آنکھوں کو جلا و نور بخشتی ہے۔ یہی ذکرِ اکبر ہے اور یہی اللہ کے شکر کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مصائب و نوائب اور ہموم و غموم میں یہی مومن کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی آدمی کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکے تو بیٹھ کر ادا کرے اور اگر بیٹھ کر ادا کرنا بھی ناممکن ہو تو لیٹ کر ادا کر سکتا ہے۔

غرض نماز وہ عبادت ہے جو کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی۔ مسافر ہو یا مقیم، تندرست ہو یا مریض، غریب ہو یا امیر، امن ہو یا حالتِ جنگ، گرمی ہو یا سردی نماز بہر صورت ادا کرنے کا حکم ہے۔

نماز بذاتِ خود جتنی اہم ہے اس کا طریقہ بھی اتنا ہی اہم ہے۔ ہمیں صرف نماز ادا کرنے کا حکم نہیں ملا بلکہ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ))

نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ [بخاری: رقم ۶۳۱]

اس سے ثابت ہوا کہ نماز وہی نماز ہے اور عبادت وہی عبادت ہے جو آپ ﷺ کے اُسوہ کے مطابق ہو۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز پڑھنی چاہئے جیسے کسی کی مرضی ہو گویا یہ کوئی عبادت نہیں، ورزش ہے جسے ضرورت کے مطابق ہر شخص من پسند طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ حالانکہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا سوال ہوگا۔ جس کی نوعیت کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ((فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ)) اگر نماز درست ہوئی تو کامیاب و کامران ہو گیا۔ ((وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ)) اور اگر اس میں کوئی نقص ہوا، نماز خراب ہوئی تو ناکام ہو گیا۔ [ترمذی: ۴۱۳]

غور طلب بات یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا اگر نماز نہ پڑھی تو ناکام ہو گیا۔

بلکہ یہ فرمایا کہ اگر نماز خراب ہوئی تو نا کام ہو گیا۔ گویا اگر نماز سنتِ رسول کے مطابق ادا نہ کی جائے۔ تو وہ بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکے گی۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا:

((مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم.))

تم نے نماز نہیں پڑھی اگر تم ایسے ہی مر گئے تو اس فطرت (یعنی دین پر) نہیں مرو گے۔ جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔

[بخاری، رقم: ۷۹۱]

چونکہ اس آدمی کی نماز اسوۂ رسول سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اس لئے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ تم نے نماز ادا ہی نہیں کی۔

نماز میں رفع الیدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بذریعہ متواتر احادیث ثابت ہے۔ جو نماز کی زینت بھی ہے۔ نماز میں رفع الیدین کی اہمیت کے پیش نظر امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر رسالہ بعنوان ''جزء رفع الیدین'' تالیف فرمایا جس کا ترجمہ، تخریج اور تعلیق نامور محقق و محدث فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے کی ہے۔ آغاز میں محترم حافظ صاحب کے قلم سے مختصر اور جامع مقدمہ بھی شاملِ کتاب ہے۔ جو بیش بہا معلومات اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس موضوع پر مزید معلومات کے حصول کے لئے فاضل مترجم کی تصنیف ''نور العینین'' کا مطالعہ فرمائیں۔

یہ بندۂ ناچیز اللہ رب العالمین کے حضور سربسجود ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو زندۂ جاوید رکھنے کے لئے مجھ عاجز کو ''مکتبہ اسلامیہ'' کی طرف سے پہلے ''نور العینین'' اور اب ''جزء رفع الیدین'' شائع کرنے کی توفیق بخشی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ اہلِ اسلام کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد سرور عاصم

مقدمہ:طبعہ اُولیٰ

إن الحمد لله نحمده و نستعينه، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له، وأن محمداً عبده ورسوله، أمابعد: فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمد (صلى الله عليه وسلم) وشر الأمور محدثا تها و كل بدعة ضلالة ، (و كل ضلالة في النار)

دین اسلام میں أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمداً رسول الله کے اقرار کے بعد دوسرا رکن صلوۃ (نماز) ہے۔رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو تکبیر تحریمہ، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد کندھوں یا کانوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے جیسا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے۔اسے عرفِ عام میں رفع یدین کہا جاتا ہے۔

درج ذیل صحابہ کرام نے رفع یدین کی مرفوع روایت بیان کی ہے۔

۱: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم وجزءرفع الیدین:۲)
۲: مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری ومسلم وجزء:۷)
۳: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (مسلم وجزء:۱۰)
۴: ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ (صحیح ابن حبان وغیرہ وجزء:۳)
۵: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (جزء:۳)
۶: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (جزء:۵)
۷: ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ (جزء:۵)
۸: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (جزء:۵)
۹: ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۳ ومنتقی حدیث العبدوي ۲/۳۱۶ ح۲۴۲)
۱۰: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (الخلافیات للبیہقی ونورالعینین ص۱۹۴۔۲۰۳ طبع دوم)
۱۱: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (جزء:۱)

۱۲: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (صحیح ابن خزیمہ: ۶۹۵، ۶۹۴)

۱۳: ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ (دارقطنی ۱/۲۹۲)

۱۴: عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۳)

۱۵: جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ (سنن ابن ماجہ: ۸۶۸ ومسند السراج: ۹۲)

۱۶: انس بن مالک رضی اللہ عنہ (ابویعلیٰ فی مسندہ: ۳۷۹۳ وجزء: ۸) وغیرہم، رضی اللہ عنہم

امام اصطخری، حافظ سیوطی، اشرف علی تھانوی دیوبندی وغیرہم نے اس کی صراحت کی ہے کہ ہر وہ حدیث متواتر ہے جسے کم از کم دس راوی (صحابہ) بیان کریں دیکھئے تدریب الراوی ۲/ ۱۷۷، قطف الازھار المتناثرہ ص ۲۱، بوادر النوادر ص ۱۳۶ متواتر احادیث پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کو خاص طور پر بطور متواتر ذکر کیا گیا ہے دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ۹۶، ۹۷ لقط اللآلی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ ص ۲۰۷ ح: ۶۲ قطف الازھار المتناثرہ ص ۹۵ ح ۳۳۔

جن علماء نے رفع الیدین مذکور کو متواتر قرار دیا ہے اُن میں سے چند اہل علم کے نام درج ذیل ہیں:

الکتانی، ابن الجوزی، ابن حجر، زکریا الانصاری، الزبیدی وغیرہم۔

دیکھئے نور العینین (طبع جدید ص ۱۱۲، ۱۱۳ و طبع قدیم ص ۸۹، ۹۰)

نماز میں رفع الیدین کے مسئلے پر بہت سے علماء نے کتابیں اور رسالے لکھے ہیں مثلاً:

۱:۔ محمد بن نصر المروزی کی ''کتاب رفع الیدین'' (مختصر قیام اللیل للمروزی ص ۱۹۲)

۲:۔ ابوبکر البزار (الاستذکار ۱/ ۴۱۰ تحت ح ۱۳۹)

۳:۔ ابونعیم الاصبہانی، کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ

(التحبير للسمعاني ۱/ ۱۷۹. ۱۸۲)

۴:۔ تقی الدین السبکی، ان کا رسالہ مطبوع ہے۔

۵:۔ ابن القیم (الوافی بالوفیات ۲/ ۱۹۶)

ان کتابوں میں شہرۂ آفاق کتاب امام بخاری کی ''جزء رفع الیدین'' ہے میری یہ خوش قسمتی ہے کہ استاذ محترم سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانے میں جزء رفع الیدین للبخاری کا ایک بہترین (قلمی مُصَوَّر) نسخہ مل گیا جو کہ نسخہ ظاہریہ کی فوٹوسٹیٹ ہے۔ میں نے اس نسخے کو اصل قرار دے کر اس کی تحقیق وتخریج احادیث اور ترجمہ کیا۔

بعد میں میرے ایک پیارے دوست مجاہد علی مجاہد جھنگوی (سابق دیوبندی وحال اہل حدیث) نے بتایا کہ اُن کے پاس ''جزء رفع الیدین'' کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ میرے مطالبے پر انہوں نے اس نسخے کی فوٹوسٹیٹ مجھے دے دی۔ میں نے اسے اصل ثانی قرار دے کر نسخہ ظاہریہ سے اس کا مقارنہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بھائی مجاہد علی مجاہد کو دنیا وآخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

راویانِ نسخہ کا تعارف

نسخہ ظاہریہ کی یہ خوبی ہے کہ کاتب سے لے کر امام بخاری تک سند شروع میں لکھی ہوئی ہے۔ کتاب کے آخری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ''اخبرنا الشیخ الامام العلامۃ الحافظ المتقن بقیۃ السلف زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین ابن العراقی......'' لکھنے والے حافظ ابن حجر العسقلانی ہیں اب اس نسخے کے راویوں کا مختصر اور جامع تذکرہ پیش خدمت ہے:

۱۔ حافظ ابن حجر العسقلانی ''الشافعي الإمام العلامة الحافظ فريد الوقت مفخر الزمان، بقية الحفاظ علم الأئمة الأعلام، عمدة المحققين، خاتمة الحفاظ المبرزين و القضاة المشهورين'' (لحظ الالحاظ لابن فہد الہاشمی المکی ص ۳۲۶) ۷۷۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۸۵۲ھ کو فوت ہوئے۔ آپ تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، لسان المیزان، فتح الباری، طبقات المدلسین اور تغلیق التعلیق وغیرہ کتب نافعہ کے مصنف ہیں اور روایتِ حدیث میں ثقہ ومتقن علماء میں سرفہرست ہیں۔

یہاں پر بطور تنبیہ عرض ہے کہ بعض علماء کے ساتھ شافعی ومالکی وحنبلی وحنفی وغیرہ

سابقوں ولاحقوں کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ یہ علماء صفِ مقلدین میں شامل تھے۔ ان جیسے بہت سے شافعی کہلانے والے علماء سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے۔

لسنا مقلدين للشافعي بل وافق رأينا رأيه.

ہم (امام) شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے اُن کی رائے سے (اتفاقاً) موافق ہوگئی ہے۔

[تقریرات الرافعی ج۱ ص۱۱، التحریر والتقریر ج۳ ص۴۵۳، النافع الکبیر ص۷]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

إن المذموم من التقليد أخذ قول الغير بغير حجة.

غیر (یعنی غیر نبی) کا قول بغیر دلیل کے لینا مذموم تقلید میں سے ہے۔

[فتح الباری، ۳۵۱/۱۳ تحت باب۱، من کتاب التوحید]

یہ بات عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ تقلید ہوتی ہی بلا دلیل ہے۔ دیوبندیوں کی مستند کتابِ لغت ''القاموس الوحید'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''التقلید: بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی (۲) نقل (۳) سپردگی'' [ص۱۳۴۶ب]

''قلّد فلاناً: تقلید کرنا، بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کرکے کسی کے پیچھے چلنا، (۲) کسی کی نقل اتارنا جیسے قلد القرد الانسان'' [ایضاً ص۱۳۴۶ الف]

اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

''تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل''

[ملفوظات حکیم الامت ج۳ ص۱۵۹ ملفوظ ۲۲۸]

معلوم ہوا کہ یہی تقلید حافظ ابن حجر کے نزدیک مذموم ہے لہٰذا اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ انہوں نے بہت سے مسائل میں امام شافعی کی مخالفت کی ہے مثلاً ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی کو امام شافعی ثقہ (یعنی سچا اور قابل اعتماد) سمجھتے تھے جبکہ حافظ ابن حجر اسے تقریب التہذیب میں ''متروک'' لکھتے ہیں۔

[ص۲۳، تحقیق المحقق ارشاد الحق الاثری، کثر اللہ امثالہ]

کتب طبقات مثلاً طبقات الشافعیہ وغیرہ میں کسی شخص کا مذکور ہونا اس کے مقلد

ہونے کی دلیل نہیں ہے ۔ امام شافعی کو طبقات مالکیہ (الدیباج المذہب ص ۲۲۷) اور طبقات حنبلیہ لابی الحسین (ج ا ص ۲۸۰) پر، امام احمد کو طبقات شافعیہ للسبکی (ج ا ص ۹۹) اور داود ظاہری کو طبقات الشافعیہ (ج ۲ ص ۴۲) میں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھئے تنقید سدید (ص ۳۶) لشیخنا الامام ابی محمد بدیع الدین الراشدی رحمۃ اللہ علیہ ۔

حالانکہ یہ سب مجتہدین تھے اُن میں سے ایک بھی مقلد نہیں تھا۔ یاد رہے کہ ''طبقات المقلدین'' کے نام سے کسی مستند محدث کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس الامام المجتہد الحافظ عالم الأندلس ابومحمد القاسم بن محمد بن القاسم بن محمد بن سیار القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب ''الایضاح فی الرد علی المقلدین'' ضرور لکھی گئی ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۳ ص ۳۲۹)

۲۔ حافظ ابوالفضل العراقی، ولادت ۷۲۵ھ وفات ۸۰۶ھ۔

آپ الالفیہ فی مصطلح الحدیث، التقیید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح اور المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار وغیرہ مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔

حافظ ابن فہد نے کہا:

''الإمام الأوحد العلامة الحجة الحبر الناقد، عمدة الأنام، حافظ الإسلام، فريد دهره، وحيد عصره، من فاق بالحفظ والإتقان في زمانه......'' [لحظ الالحاظ ص ۲۲۰]

۳۔ حافظ نورالدین الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، ولادت ۷۳۵ھ وفات ۸۰۷ھ

آپ مجمع الزوائد، موارد الظمآن اور کشف الاستار وغیرہ مفید کتابوں کے مصنف ہیں حافظ ابن حجر نے ان کے بارے میں فرمایا:

كان خيراً ساكتاً صيتاً، سليم الفطرة. شديد الإنكار للمنكر، لايترك قيام الليل.'' [ذیل طبقات الحفاظ للذہبی از قلم: السیوطی ص ۳۷۲]

۴۔ سیدہ حافظہ ام محمد ست العرب بنت محمد رحمہا اللہ، وفات ۷۶۷ھ۔

حافظ ابن حجر نے کہا:

”حفيدة الفخر ابن البخاري، أحضرت عليه فكان عنده من حديثه من الكتب الطوال والأجزاء شئ كثير وحدثت وطال عمرها، أخذ عنها شيخنا العراقي......“ [الدرر الکامنہ ۳/ ۱۲۷]

”محدثة ذات صلاح وعبادة.“ [اعلام النسا ۲/ ۱۵۹]

۵۔ امام فخر الدین ابن البخاری رحمۃ اللہ علیہ، ولادت ۵۹۵ھ وفات ۶۹۰ھ۔

حافظ ذہبی نے فرمایا: ”کان فقيهاً عالماً أديباً فاضلاً، كامل العقل، متين الورع، مكرماً للمحدثين“ [معجم الشیوخ ۲/ ۱۳ ت ۵۱۲]

۶۔ الشیخ عمر بن محمد بن طبرزد رحمۃ اللہ علیہ، ولادت ۵۱۶ھ، وفات ۶۰۷ھ۔

بعض لوگوں نے بعض امورِ دین میں تہاون (وسستی) کی وجہ سے ان پر کلام کیا ہے مگر حافظ ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”هو مكثر، صحيح السماع، ثقة في الحديث.“

[التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید ص ۳۹۷، ت: ۵۲۱]

۷۔ الشیخ احمد بن الحسن بن البناء رحمۃ اللہ علیہ، ولادت ۴۴۵ھ وفات ۵۲۷ھ۔

حافظ ابن الجوزی نے ان کے بارے میں فرمایا:

”وكان ثقة“ [المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۱۷/ ۲۷۸ ت: ۳۹۸۲]

۸۔ الشیخ محمد بن احمد بن حسنون النرسی رحمۃ اللہ علیہ، ولادت ۳۶۷ھ وفات ۴۵۶ھ

اس کے بارے میں حافظ الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”كتبنا عنه وكان صدوقاً ثقة، من أهل القرآن، حسن الإعتقاد.“

[تاریخ بغداد ۱/ ۳۵۶ ت: ۲۸۵]

۹۔ الشیخ محمد بن احمد بن موسی الملاحمی رحمۃ اللہ علیہ، ولادت ۳۱۲ھ وفات ۳۹۵ھ

ان کے بارے میں حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ:

”كان ثقة، يحفظ ويفهم“ [العبر فی خبر من غبر ۲/ ۱۸۷]

۱۰۔ محمود بن اسحاق الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ، وفات ۳۳۲ھ

آپ کے تین شاگرد ہیں۔

۱: الملاحمی

۲: احمد بن محمد بن الحسین الرازی (تاریخ بغداد ۱۳/ ۴۳۸ وتذکرۃ الحفاظ ۳/ ۱۰۲۹)

۳: احمد بن علی بن عمرو السلیمانی (دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۱۰۳۶ ت ۹۶۰)

حافظ ابن حجر نے ان کی بیان کردہ ایک روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

[موافقۃ الخبر الخبر فی تخریج احادیث المختصر ۱/ ۴۱۷]

روایت کی تصحیح (وتحسین) اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے دیکھئے نصب الرایہ للزیلعی (۱/ ۱۴۹، ۳/ ۲۶۴) وغیرہ۔

لہٰذا محمود بن اسحاق مذکور، حافظ ابن حجر کے نزدیک ثقہ وصدوق اور حسن الحدیث ہے یاد رہے کہ کسی محدث نے محمود کو مجہول نہیں کہا۔ [1] بعض کذابین کا چودھویں پندرھویں صدی میں محمود مذکور کو مجہول کہنا سرے سے مردود ہے۔ والحمدللہ

۱۱۔ شیخ الاسلام، الامام الفقیہ، المجتہد، المحدث ابوعبداللہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت ۱۹۴ھ (صدق) وفات ۲۵۶ھ (نور)

آپ صحیح البخاری، التاریخ الکبیر، کتاب الضعفاء وغیرہ کتب مفیدہ کے مصنف ہیں آپ کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ "أمیر المؤمنین فی الحدیث ورأس المحدثین فی القدیم والحدیث وأستاذ الحفاظ الذي أجمعت الأمة شرقاً وغرباً علی توثیقه وأمانته وضبطه وصیانته."

آپ کے تلمیذ التلمیذ حافظ ابن حبان نے گواہی دی کہ:

"وکان من خیار الناس ممن جمع وصنف ورحل وحفظ وذاکر وحث علیه، وکثرت عنایته بالأخبار وحفظه للآثار مع علمه بالتاریخ ومعرفة أیام الناس ولزوم الورع الخفي والعبادة الدائمة إلٰی أن مات رحمه الله." [کتاب الثقات ۹/ ۱۱۳، ۱۱۴]

امام ابوعیسی الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

---

[1] محمود بن اسحاق کا تذکرہ تاریخ الاسلام للذہبی (ج ۲۵ ص ۸۳) الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث للخلیلی (ج ۳ ص ۹۶۸) پر موجود ہے۔ اس کی وفات ۳۳۲ھ میں ہوئی ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

”ولم أر أحداً بالعراق ولا بخراسان في معنى العلل والتاريخ و معرفة الأسانيد.“ [العلل للترمذی ج ا ص ۳۲، تاریخ بغداد ۲/ ۲۷، وسندہ صحیح]

یعنی مثل الامام البخاری رحمۃ اللہ علیہ ، تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ”الاسانید الصحیحۃ فی اخبار الامام ابی حنیفۃ“ ص ۲۷۰۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ”جزء رفع الیدین للبخاری“ کی امام بخاری تک سند بالکل صحیح و ثابت ہے۔

تحقیق کی تفصیل

ا۔ راقم الحروف نے نسخہ ظاہریہ کو اصل اول قرار دیا ہے کیونکہ یہ صحیح و ثابت اور صحیح ترین نسخہ ہے۔ ابن الصلاح نے نسخے سے نقل کے لئے یہ شرط لکھی ہے کہ:

”وهو أن يكون ناقل النسخة من الأصل غير سقيم النقل، بل صحيح النقل قليل السقط.“

اور یہ کہ اصل (معتمد) کے نسخے کا ناقل، غلط نقل کرنے والا نہ ہو بلکہ صحیح نقل کرنے والا اور (بہت) کم غلطیاں کرنے والا ہو۔

[علوم الحدیث/ مقدمۃ ابن الصلاح ص ۳۰۳ نوع: ۲۵ فرع: العاشر]

۲۔ برادرم مجاہد علی مجاہد کے نسخے کو اصل ثانی قرار دے کر بعض عبارات کی اصلاح کی ہے۔

۳۔ احادیث پر صحت وضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے۔

۴۔ احادیث کی مختصر، جامع اور ضروری تخریج کر دی ہے۔ طوالت سے اس لئے اجتناب کیا ہے کہ اس کا عامۃ المسلمین کو کوئی فائدہ نہیں اور کتاب بھی خوامخواہ ضخیم بن کر مہنگی ہو جاتی ہے جسے خریدنا عوام کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے۔ مثلاً سنن سعید بن منصور/تفسیر سعید بن منصور کی ۸۶۹، احادیث کو ڈاکٹر سعد بن عبداللہ بن عبدالعزیز آل حمید نے بہت لمبی تخریج کر کے چار جلدوں + جلد پنجم: الفہارس، سولہ سو اکاسی (۱۶۸۱) صفحوں میں شائع کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب ایک جلد میں بھی شائع ہو سکتی تھی۔ امام سعید بن منصور اس بات کے محتاج نہیں ہیں کہ اُن کی بیان کردہ حدیث کی تخریج اگر پچاس کتابوں سے نہ کی جائے تو

وہ صحیح نہ ہوگی۔ بلکہ عوام کے لئے یہی کافی ہے کہ اصل نص کا ضبط صحیح طریقے سے کر کے مختصر و ضروری تخریج اور اس روایت کا صحیح یا ضعیف درجہ بیان کر دیا جائے۔ بعض جدید محققین و محققین کو تطویل و تضخیم کتاب کا خواہ مخواہ خبط ہی رہتا ہے۔

۵۔ آخر میں راویان حدیث کی فہرست بحوالہ ارقام حدیث لکھ دی ہے تا کہ حدیث تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

۶۔ احادیث کی ترقیم (نمبر لگانا) استاذ محترم سید ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندھی رحمہ اللہ کے تحقیق شدہ نسخے ''جلاء العینین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین'' کے مطابق ہے تا کہ بعض شائقینِ تحقیق دونوں نسخوں سے فائدہ حاصل کر سکیں اور عندالضرورت مقارنہ بھی کر لیں۔

۷۔ عربی متن میں قلمی نسخے (مخطوطے) کے صفحات کا ذکر [ق:] کے ساتھ کر دیا ہے۔

۸۔ اطراف الحدیث وغیرہ کی فہرست آخر میں درج کر دی ہے تا کہ حدیث تلاش کرنے میں مزید آسانی رہے۔

۹۔ جامع مقدمہ لکھ کر اپنا منہج مع فوائد علمیہ پیش کر دیا ہے۔

۱۰۔ منکرین رفع الیدین مثلاً پرائمری ماسٹر محمد امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی حیاتی کے شبہات و اعتراضات کے مسکت اور دندان شکن جوابات دے دیئے ہیں۔

ماسٹر امین اوکاڑوی

ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب نے ''جزء رفع الیدین'' کے ترجمہ اور حاشیے کے ساتھ جو نسخہ لکھا ہے وہ اکاذیب و افتراءات، مغالطات اور تلبیسات پر مشتمل ہے۔

ماسٹر امین صاحب نے میرے خلاف ایک مضمون لکھا تھا جس کا جواب میں نے پچاس صفحوں میں ''اوکاڑوی کا تعاقب'' کے نام سے لکھ کر اوکاڑوی صاحب کو اُن کی زندگی میں بھیج دیا تھا۔ اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ میرے اس جوابی مضمون کو مکمل نقل کر کے اس کا جواب دیں۔ میں نے لکھا تھا کہ:

''اگر وہ اسے متن میں رکھ کر مکمل جواب نہیں دیں گے تو اُن کے جواب کو باطل وکالعدم سمجھا جائے گا۔'' [اوکاڑوی کا تعاقب، ص ۵۰]

وہ اپنی زندگی میں میری اس شرط کے مطابق جواب نہ دے سکے۔

میں نے ''جزء رفع الیدین'' کے سلسلے میں اوکاڑوی صاحب کے تمام اہم و بنیادی اعتراضات کے جوابات اس کتاب ''تحقیق وتخریج جزء رفع الیدین'' میں دے دیئے ہیں۔ والحمدللہ

اکاذیب اوکاڑوی

اوکاڑوی صاحب کے چند صریح جھوٹ درج ذیل ہیں:

۱۔ امین اوکاڑوی نے کہا:

''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے۔''

[مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر طبع جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹]

امام احمد بن سعید الدارمی کے حالات تہذیب التہذیب (۱/ ۳۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے ان کی تعریف کی ہے ان پر کسی محدث نے بھی مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

۲۔ اوکاڑوی نے کہا:

''رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہے ''**لا جمعة الا بخطبه**'' خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔'' [مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹، طبع جون ۱۹۹۳ء]

ان الفاظ کے ساتھ ساتھ حدیث، رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدونہ'' میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے کہ:

((بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً.)) [ج ۱ ص ۱۴۷]

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسولِ اقدس ﷺ سے صراحۃً منسوب کر دیا ہے۔

۳۔ اوکاڑوی نے کہا:

''ان ائمہ اربعہ میں سے فارسی النسل بھی صرف امام صاحب (یعنی ابوحنیفہ۔ ناقل) ہی ہیں'' [مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۳، طبع ستمبر ۱۹۹۴ء]

حالانکہ امام ابوحنیفہ کا فارسی النسل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ تہذیب التہذیب (۱۰/ ۴۴۹) میں ''و قیل أنه من أبناء فارس'' مجہول کے صیغے کے ساتھ لکھا گیا ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ امام صاحب کا فارسی ہونا ثابت نہیں ہے۔ اس کے برعکس امام ابوحنیفہ کے ثقہ شاگرد ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی فرماتے ہیں:

''أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى ، أصله من كابل.''

[تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۲۴، ۳۲۵ وسندہ صحیح، الاسانید الصحیحہ ص ۳]

یعنی امام صاحب کابلی تھے۔

اوکاڑوی نے کابلی کو فارسی بنا دیا ہے۔ سبحان اللہ!

۴۔ ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ:

''والمرأة تجعل يديها حذاء ثديها.''

اور عورت اپنی چھاتیوں کے برابر ہاتھ رکھے۔

[کنز العمال ج ۷ ص ۳۰۷، ح ۱۹۶۴۰ والطبرانی فی الکبیر ۲۲/ ۱۹، ۲۰ ومجمع الزوائد ۲/ ۱۰۳، ۹/ ۳۷۴]

اس میں تحریف کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب اسی حدیث میں لکھتے ہیں:

''والمرأة ترفع يديها حذاء ثديها.''

اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے۔

[مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۳۲۳ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء، بحوالہ کنز العمال ۷/ ۱۰۳۰۷]

یہاں پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اسی کتاب کے ص ۳۴۶ پر اس کی راویہ پر ''اور ام یحیٰ مجہولہ ہیں'' لکھ کر جرح کر دی ہے۔ وجہ یہ تھی کہ اس صفحے پر اس راویہ کی حدیث مرضی کے خلاف تھی اور ص ۳۲۳ پر مرضی کے مطابق۔ اصل مقصد مرضی

کی پیروی ہے۔

۵۔ اوکاڑوی نے کہا:

’’برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلہ میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہل حدیث کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔‘‘ [مجموعہ رسائل ج ۴، ص ۳۶، طبع نومبر ۱۹۹۵ء]

حالانکہ کسی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام اہل سنت و الجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علماء حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہل سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی وحدت الوجودی اور غالی مقلدین ہیں۔ امام سیوطی نے یہ کہتے ہوئے مقلدین کو اہل سنت والجماعت سے خارج کر دیا ہے کہ:

”والذي يجب أن يقال كل من انتسب إلى إمام غير رسول الله ﷺ يوالي على ذلك ويعادي عليه فهو مبتدع خارج عن السنة والجماعة سواء كان في الأصول أو الفروع.“

یہ کہنا واجب ہے کہ ہر شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور امام سے منسوب ہوتا ہے۔ اس کی محبت اور دشمنی اسی پر ہوتی ہے تو ایسا شخص بدعتی ہے اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ چاہے یہ (انتساب ومحبت اور دشمنی) اصول میں ہو یا فروع میں۔

[الکنز المدفون والفلک المشحون للسیوطی، ص ۱۴۹]

۶۔ اوکاڑوی نے کہا:

’’نماز تراویح کے بارے میں بیس رکعت سے کم کسی امام کا مذہب نہیں۔‘‘

[مجموعہ رسائل ج ۴، ص ۵۱]

حالانکہ عینی حنفی نے لکھا ہے کہ:

”وقيل احدى عشرة ركعة وهو اختيار مالك لنفسه

واختاره أبوبكر العربي۔" [عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷ طبع دارالفکر]

اور ایک قول گیارہ رکعتوں کا ہے۔ اور اسے (امام) مالک نے اپنے لئے پسند کیا ہے۔ ابوبکر العربی نے (بھی) اسے ہی اختیار کیا۔

عبدالحق اشبیلی "مالکی" (متوفی ۵۸۱ھ) نے بھی امام مالک سے گیارہ رکعات کا عدد نقل کیا ہے دیکھئے کتاب التہجد للاشبیلی ص ۱۷۶ الفقرۃ: ۸۹۰۔

۷۔ صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں اوکاڑوی نے کہا:

"یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا۔" [تذکرۃ الحفاظ۔ مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۴]

تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ص ۱۷۱) پر ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر "متعہ کا آغاز" کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔

رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔ بے سند اقوال اس وقت تک مردود کے حکم میں ہوتے ہیں جب تک وہ دوسری کتاب میں باسند صحیح یا حسن ثابت نہ ہو جائیں۔

۸۔ اوکاڑوی نے کہا:

"خود حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نماز پڑھا کرتے تھے اس میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔" [مجموعہ رسائل ج ۴، ص ۱۹۱]

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ ایک روایت بھی ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں ہے۔ محمد بن الحسن الشیبانی (ضعیف بقول ابن معین) کی موطأ امام محمد (ص ۹۰) سے عدم ذکر والی ایک روایت لکھ دینا اس کی دلیل نہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ جزء رفع الیدین (ح ۲۲) میں باسند صحیح موجود ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے (اور بعد) رفع یدین کرتے تھے۔

۹۔ غیر مستند کتاب المدونہ (ج ۱ ص ۷۱) پر "ابن وہب وابن القاسم عن مالک عن

ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ'' کی سند سے ایک مختصر روایت موجود ہے کہ:

''أن رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح التكبير للصلوة.''

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز میں تکبیر افتتاح کہتے (تو) اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔

اس کا ترجمہ ماسٹر اوکاڑوی صاحب نے درج ذیل لکھا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔''

[مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱۷]

حالانکہ ''صرف'' اور ''ہی'' کے الفاظ اوکاڑوی صاحب نے خود گھڑ لئے ہیں۔ حدیث مذکور میں اُن کا کوئی وجود نہیں ہے۔

یاد رہے کہ مدونہ والی روایت موطأ ابن القاسم (ح ۵۹) میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین، اور روایت ابن وہب (عندالبیہقی ۲/۶۹) میں ''واذا کبر للرکوع'' والے رفع یدین کے ساتھ موجود ہے۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ ابن وہب و ابن القاسم والی روایتیں اثبات رفع یدین کی دلیل ہیں جنہیں ''مدونہ'' کے مجہول راویوں نے مختصراً بیان کر دیا ہے۔

۱۰۔ امام عطاء بن ابی رباح کے بارے میں اوکاڑوی نے کہا:

''میں نے کہا: سرے سے یہ ہی ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دو سو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دو سو صحابہ موجود ہوں۔''

[تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶۔ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء]

دوسرے مقام پر اوکاڑوی نے اعلان کیا کہ:

''مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح

یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔"

[نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، ومجموعہ رسائل ج ا ص ۲۶۵]

ان دونوں متضاد باتوں میں پہلی بات میں اوکاڑوی صاحب بالکل غلط ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جزء رفع الیدین کے اس مقدمے میں ان کے تمام جھوٹوں کا احاطہ ناممکن ہے۔ ان کے اکاذیب وافتراءات کے تعارف کے لئے علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔

اوکاڑوی صاحب کے چند مغالطات کا جائزہ

ا۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث کے مقابلے میں اوکاڑوی صاحب "مسند امام اعظم" نامی کتاب کے حوالے بکثرت پیش کرتے رہتے ہیں مثلاً دیکھئے جزء رفع الیدین تحریفاتِ الأوکاروی ص ۲۴۱، وغیرہ

"مسند امام اعظم" نامی کتاب کے مقدمے میں لکھا ہوا ہے کہ:

"اس وقت جس کتاب کا ترجمہ "مسند امام اعظم" کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے یہ درحقیقت امام عبداللہ حارثی کی تالیف ہے جس کا اختصار علامہ حصکفی نے کیا ہے۔" [ص ۲۴ طبع ادارہ نشریات اسلام اردو بازار، لاہور]

عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی مشہور کذاب ووضاع تھا۔

(کہا جاتا ہے کہ) ابوسعید الرواس نے کہا:

"يتهم بوضع الحديث." یہ شخص وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے۔

(مروی ہے کہ) احمد السلیمانی نے کہا:

"كان يضع هذا الاسناد على هذا المتن. الخ"

یہ شخص ایک سند گھڑ کر دوسرے متن پر لگا دیتا تھا۔

ابوزرعہ احمد بن الحسین الرازی نے کہا: ضعیف (ہے) اس پر حاکم، خلیلی اور خطیب بغدادی نے بھی جرح کی ہے دیکھئے لسان المیزان (ج ۳ ص ۳۴۹ ت: ۴۸۱۶)

امام ابواحمد الحافظ نے کہا: "الأستاذ ينسج الحديث."

یہ استاد تھا۔ حدیثیں بناتا تھا۔ [کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۵۵، ح: ۳۶۷]

یعنی یہ شخص جھوٹ بولنے اور احادیث گھڑنے میں بڑا استاد تھا۔ بعد والے لوگوں نے یہ استادی کی ہے کہ حارثی کذاب سے لے کر امام ابوحنیفہ صاحب تک جو اسانید تھیں ان کو حذف کر دیا ہے۔ دیکھئے مسند امام اعظم ص ۲۵، تاکہ بعد والے لوگ کسی قسم کی تحقیق نہ کر سکیں۔ اب اس موضوع و من گھڑت کتاب کو "مسند امام اعظم" کے نام سے دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اسی من گھڑت مسند کے ص ۹۱ پر ایک حدیث لکھی ہوئی ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو قوم کے گھورے (کوڑی) پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔"

اس مسند حارثی میں بیٹھ کر پیشاب کرنے والی روایت مجھے نہیں ملی۔!

۲۔ اوکاڑوی لکھتا ہے کہ:

"مؤطا میں اذا کبر للرکوع نہیں ہے اور امام بخاری نے یہ اضافہ کر لیا ہے۔" [جزء ص ۲۷۰]

حالانکہ موطأ (روایۃ ابن القاسم التقۃ ص ۱۱۳، اور روایۃ محمد بن الحسن الشیبانی: ضعیف ص ۸۹) پر "إذا کبر للرکوع" کے الفاظ موجود ہیں امام بخاری نے اضافہ نہیں کیا بلکہ روایت بیان کردی ہے۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرات: محدثین کرام کے بھی گستاخ ہیں۔

۳۔ اوکاڑوی صاحب اور ان کی پارٹی کے لوگ رفع یدین کے سلسلے میں عدم ذکر والی روایتوں سے بھی مسئلہ کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ نور العینین میں مستقل باب کے ذریعے اس استدلال کا رد کر دیا گیا ہے۔

[قدیم ص ۱۲۰، وجدید ص ۱۴۷، نیز دیکھئے الجوہر النقی ج ۴ ص ۳۱۷]

۴۔ بعض روایات میں شاگرد اپنے استاد سے مسئلہ یا دلیل پوچھتے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب وغیرہ ایسے سوال و جواب سے ترک یا سنت صحیحہ کی مخالفت تراشنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کعبہ میں دونوں رکنان یمانی کو چھوتے اور دوسرے رکنوں کو نہ چھوتے ...... الخ تو عبید بن جریج نے سوال کر دیا:

میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے دیکھا ہے جو آپ کے دوسرے ساتھی نہیں

کرتے۔ الخ [صحیح البخاری ج۱ ص۲۸، ح۱۶۶]

تو سیدنا ابن عمر نے اسے احادیث سنا کر مطمئن کر دیا۔ اس سوال و جواب سے یہ مسئلہ نکالنا کہ "ارکان یمانی کو چھونا غلط یا متروک ہے۔" اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

چند اہم باتیں

۱۔ ایک روایت کی سند یا متن کی تائید اگر دوسری سند و متن سے ہو رہی ہو تو اسے "شاہد" کہتے ہیں بشرطیکہ دونوں کا مفہوم تقریباً ایک جیسا ہو مثلاً حدیث: **لا تقبل صلوة بغير طهور.** [مسلم: ۲۲۴ عن ابن عمر] کا بہترین شاہد، حدیث: **لا تقبل صلوة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ.** [مسلم: ۲۲۵ والبخاري: ۱۳۵ عن ابی ھریرۃ] ہے۔ متقدمین کے نزدیک شاہد اور متابعت میں کوئی خاص فرق نہیں ہے دیکھئے شرح نخبۃ الفکر ص ۵۶ و معجم مصطلحات الحدیث و لطائف الاسانید لمحمد ضیاء الرحمٰن الاعظمی ص ۲۰۱۔

۲۔ متابعت: مثلاً سفیان بن عیینہ نے: زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے رفع الیدین قبل الرکوع و بعدہ والی حدیث بیان کی ہے۔ یہی حدیث امام مالک نے: زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے اسی مفہوم کے ساتھ بیان کی ہے۔ محدثین کے نزدیک امام مالک نے سفیان بن عیینہ کی اور سفیان نے امام مالک کی متابعت کی ہے۔

۳۔ سجدہ، سجدتین:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

صليت مع النبي ﷺ سجدتين قبل الظهر ...... إلخ

"میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو سجدے (یعنی دو رکعتیں) نماز پڑھی۔" [صحیح البخاری ج۱ ص۱۵۶ ح۱۱۷۲ و صحیح مسلم ج۱ ص۲۵۲]

یہاں "سجدتین" سے مراد "رکعتین" ہے جیسا کہ درسی صحیح بخاری کے نسخے پر لکھا ہوا ہے اور ماسٹر امین اوکاڑوی کے حاشیہ کے ساتھ صحیح بخاری کا جو ترجمہ مع التحریفات شائع ہوا ہے اس میں بھی سجدتین کا ترجمہ "دو رکعت" ہی کیا گیا ہے۔ (ج ۱ ص ۵۵۵ حدیث: ۱۱۰۳ شائع کردہ مکتبہ مدنیہ لاہور، مترجم: ظہور الباری اعظمی: دیوبندی)

معلوم ہوا کہ سجدۃ سے مراد رکعۃ اور سجدتین سے مراد رکعتین بھی ہوتی ہیں۔لہٰذا جن روایات میں سجدتین کے بعد رفع یدین کا ذکر ہے اُن سے مراد رکعتین کے بعد والا رفع یدین ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔

۴۔ اصولِ حدیث میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ مدلس کی تصریح سماع کے بغیر (مثلاً عن) والی روایت ضعیف ہوتی ہے بشرطیکہ:

الف۔ راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو۔اگر چہ صرف ایک دفعہ ہی کیوں نہ ہو۔

ب۔ روایت مذکورہ: صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ ہو۔

دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۱۶۱) وتیسیر مصطلح الحدیث (ص ۸۳) وکتب اصول الحدیث وغیرہ، سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

"مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔" [خزائن السنن: ج ا ص ا]

امین اوکاڑوی صاحب نے مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے دیکھئے تجلیات صفدر (ج ۳ ص ۹۳، ۳۱۸) وغیرہ، مطبوعہ جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد۔انہی مدلس راویوں میں سے امام سفیان ثوری ہیں جو تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں۔

انہیں عبداللہ بن المبارک، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن معین وغیرہم بے شمار محدثین نے مدلس قرار دیا ہے دیکھئے نور العینین ص ۱۰۰، ۱۰۱ وطبع جدید ص ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶ کسی ایک محدث نے سفیان ثوری کے مدلس ہونے کا انکار نہیں کیا۔لہٰذا معلوم ہوا کہ اُن کے مدلس ہونے پر اجماع ہے۔حنفی علماء نے بھی سفیان ثوری کے مدلس ہونے کی گواہی دی ہے دیکھئے الجوہر النقی (ج ۸ ص ۲۶۲) عمدۃ القاری للعینی (ج ۳ ص ۱۱۲) بلکہ دیوبندی علماء نے بھی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس تسلیم کیا ہے دیکھئے خزائن السنن (ج ۲ ص ۷۷) مجموعہ رسائل (ج ۳ ص ۳۳۱) آئینہ تسکین الصدور (ص ۹۰، ۹۲)

لہٰذا معلوم ہوا کہ غیر صحیحین میں سفیان ثوری کی عن والی روایت ضعیف ہوتی

ہے۔راقم الحروف کی یہی تحقیق ہے جسے نور العینین وغیرہ میں بار بار لکھا ہے۔

انسان خطا کا پتلا ہے۔آج سے تقریباً سولہ سال پہلے عبدالرشید انصاری کے نام ایک خط (۱۹/ ۸/ ۱۴۰۸ھ) میں راقم الحروف نے غلطی سے لکھ دیا کہ:

''طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں ہے۔'' [جرابوں پر مسح ص ۴۰]

علم ہونے کے بعد میں نے علانیہ اس سے رجوع کیا اور یہ رجوع ماہنامہ شہادت میں بھی شائع ہوا ہے۔میں نے لکھا کہ: ''میری یہ بات غلط ہے۔میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔لہٰذا اسے منسوخ و کالعدم سمجھا جائے گا۔''

[ماہنامہ شہادت ج ۱۰ شمارہ ۴ ص ۳۹ ب، مطبوعہ اپریل ۲۰۰۳]

نوٹ:۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری صرف وہی کتاب مستند و معتبر ہے جس کے ہر ایڈیشن کے آخر میں میرے دستخط مع تاریخ موجود ہیں۔اس شرط کے بغیر شائع شدہ کتاب کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔

مخطوطہ ظاہریہ کے بیرونی ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے کہ: ''كتاب رفع اليدين في الصلوة تأليف الإمام الحافظ الحجة شيخ الحفاظ علم المحدثين أمير المؤمنين أبي عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري الجعفي رحمه الله تعالىٰ ورضي عنه وعنا به آمين''

اختتام

آخر میں عرض ہے کہ رفع الیدین کے اثبات کے دلائل اور مخالفین رفع الیدین کے شبہات کے مفصل جوابات تو میں نے ''نور العینین'' میں دے دیئے ہیں۔تفصیل کے طالب حضرات کے لئے ''نور العینین'' کا مطالعہ ضروری ہے۔عام لوگوں کے لئے امام بخاری کی جزء رفع الیدین (مع تحقیق) ہی کافی ہے والحمدللہ/ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.

حافظ زبیر علی زئی (۲۵ جون ۲۰۰۳ء)

[طبع دوم: بعد از مراجعت والحمدللہ حافظ زبیر علی زئی (۲۰ صفر ۱۴۲۷ھ)]

☆☆☆

[ص ا] [1] بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ وبه ثقتي

أخبرنا الشيخ الإمام العلامة الحافظ المتقن بقية السلف زين الدين أبو الفضل عبدالرحيم بن الحسين ابن العراقي و الشيخ الإمام الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي بقراء تي عليهما قالا: أخبرتنا الشيخة الصالحة أم محمد ست العرب بنت محمد بن علي ابن أحمد بن عبدالواحد ابن البخاري، قالت: أنا جدي الشيخ فخر الدين ابن البخاري قراء ة عليه و أنا حاضرة، واجازة لما يرويه قال: أنا أبو حفص عمر بن محمد ابن معمر ابن طبرزد سماعاً عليه: أنا أبو غالب أحمد بن الحسن بن البناء: أنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن حسنون النرسي: أنا أبو نصر محمد بن أحمد بن موسى الملاحمي: أنا أبو إسحاق محمود بن إسحاق بن محمود الخزاعي قال: أخبرنا الإمام أبو عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري قال:

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن ورحیم ہے اور اسی پر میرا اعتماد ہے۔
ہمیں خبر دی الشیخ الامام الحافظ المتقن بقیۃ السلف زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین ابن العراقی اور الشیخ الامام الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی، دونوں نے میری قرأت کے ساتھ [2] انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی الشیخۃ الصالحۃ ام محمد ست العرب بنت محمد بن علی بن احمد بن عبدالواحد ابن البخاری نے، اس نے کہا: ہمیں خبر دی میرے دادا الشیخ فخر الدین ابن البخاری نے، میں حاضر تھی جب اُن پر (اس کتاب کی) قرأت کی گئی۔ اور انہوں نے اجازت دی (اس کتاب کی) اپنی روایتوں کی اس نے کہا: ہمیں خبر دی ابوحفص عمر بن محمد ابن معمر بن طبرزد نے، ان پر سماع و (قرأت) کے ذریعے (کہا): ہمیں خبر دی ابو غالب احمد بن الحسن بن البناء نے (کہا) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد بن حسنون النرسی نے (کہا) ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن احمد بن موسیٰ الملاحمی نے (کہا) ہمیں خبر دی ابو اسحاق محمود بن اسحاق بن محمود الخزاعی نے کہا: ہمیں خبر دی الامام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری نے کہا:

---

[1] یہ قلمی نسخے (نسخہ ظاہریہ) کے صفحات کے نمبر ہیں جہاں سے صفحہ شروع ہوتا ہے۔
[2] یعنی میں نے یہ کتاب انہیں پڑھ کر سنائی۔

الرد على من أنكر رفع الأيدي في الصلاة عند الركوع وإذا رفع رأسه من الركوع وأبهم على العجم في ذلك تكلفاً لما لا يعنيه فيما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من فعله وقوله ومن فعل أصحابه وروايتهم كذلك، ثم من فعل التابعين و اقتداء السلف بهم في صحة الأخبار ،بعض عن بعض ،الثقة عن الثقة من الخلف العدول رحمهم الله تعالىٰ وأنجز لهم ما وعدهم على ضغينة صدره و حرجة قلبه نفاراً عن سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخفاً لما تحمله واستكباراً وعداوة لأهلها.

(یہ کتاب) اس (مجہول [1]) شخص پر رد (ہے) جس نے نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سراٹھانے کے بعدوالے رفع یدین کا انکار کیا ہے۔اس نے لایعنی (اور فضول) تکلف کرتے ہوئے عجمیوں پر اسے مبہم رکھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل وقول اور آپ کے صحابہ کے فعل اور اُن کی روایت، پھر اسی طرح تابعین کے فعل سے ثابت ہے۔

سلف (صالحین) نے اس (مسئلے) میں صحیح احادیث کی پیروی کی ہے جو کہ بعض عن بعض (اور) ثقہ عن ثقہ (کی سندوں سے) قابل اعتماد اخلاف تک پہنچی ہیں۔ اللہ ان (سلف صالحین و اخلاف عدول) پر رحم فرمائے اور اُن کے ساتھ اپنے وعدوں کو پورا فرمائے۔ اس (منکر نے، رد کر کے) اپنے سینے کی کدورت اور دل کی تنگی ظاہر کی ہے۔اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے نفرت، استخفاف، اہل سنت سے دشمنی اور تکبر ظاہر کیا ہے۔

(رفع یدین [2] کا انکار کرنے والے) اس

---

[1] کسی صحیح وحسن (یا ضعیف!) سند سے، اس مجہول، انکار کرنے والے شخص کا نام معلوم نہیں ہے ایک دیو بندی شخص نے جزء رفع الیدین پر اپنی تحریفات میں اس کا نام بریکٹ میں ''امام نخعی'' لکھ دیا ہے۔ جو کہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ رفع الیدین کے رد پر ابراہیم النخعی کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے۔

[2] اہل سنت کے کسی ایک مستند وثقہ عالم سے باسند صحیح، رفع یدین کی سنت کا انکار ثابت نہیں ہے۔ نہ امام مالک سے اور نہ کسی دوسرے امام سے۔ میمون مکی (مجہول) اور نضر بن کثیر (ضعیف) لوگوں کی بات صحیح و متواتر احادیث کے مقابلے میں سراسر مردود ہے۔

لشوب البدعة لحمه و عظامه و مخه ولنسبته بإحتفال العجم حوله اغتراراً، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: " لا تزال طائفة من أمتي قائمة على الحق، لا يضرهم من خذلهم "[2] و لا خلاف من خالفهم ماض ذلک أبداً في جميع سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم لإحياء ما أميتت وإن كان فيها بعض التقصير بعد الحث و لإرادة على صدق النية وأن تقام الأسوة في رسول الله صلى الله عليه وسلم بما أتيح على الخلق من أفعال رسول الله صلى الله عليه وسلم في غير عزيمة حتى يعزم على ترک فعل من نهي أوعمل بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم.

بدعتی کے گوشت، ہڈیوں اور دماغ میں بدعت سرایت کرگئی ہے اس کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے اردگرد عجمیوں [1] کا جمگھٹا دیکھ کر، دھوکے کا شکار ہوکر اپنے آپ کواُن سے منسوب کرلیا ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک جماعت، ہمیشہ حق پر (بلحاظ دلائل) غالب رہے گی۔ انہیں چھوڑنے والا، نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور نہ اُن کے مخالف کی مخالفت نقصان پہنچا سکے گی۔ رسول اللہ ﷺ کی تمام سنتوں میں یہ بات ہمیشہ جاری رہے گی تا کہ آپ کی مردہ سنتوں کوزندہ کیا جاتا رہے۔ اگرچہ سچی نیت کے ساتھ، ترغیب و ارادہ کے بعد اگر کچھ کوتاہی واقع ہوجائے۔ (تو قابل درگزر ہے) اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ (کی پیروی) میں نمونہ قائم ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے کہ مخلوق (بنی آدم و جنات) پر رسول اللہ ﷺ کے غیر فرض افعال کی پیروی (بھی) مشروع ہے۔ تا کہ (یہ جذبہ پیدا ہوجائے کہ) رسول اللہ ﷺ جس کام سے منع کریں اسے ترک کردیا جائے اور جس کا حکم دیں اس پر

---

[1] عجمیوں سے مراد بعض عجمی لوگ ہیں۔ کیونکہ ہر دور میں بے شمار عجمی علماء وعوام رفع الیدین کے قائل وفاعل ہیں والحمدللہ۔ [2] دیکھئے صحیح بخاری (۳۶۴۱) وصحیح مسلم (بعد ۱۹۲۳/ ۱۰۳۷) وغیرہما۔

لما أمر الله خلقه وفرض عليهم طاعته وأوجب عليهم اتباعه وجعل اتباعهم إياه وطاعتهم له طاعة نفسه عزوجل عظم المن والطول فقال: ﴿وما آتكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ [الحشر:۷] وقال: ﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾ [النساء:۸۰] وقال: ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً.﴾ [النساء:٦٥] وقال: ﴿فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أويصيبهم عذاب أليم﴾ [النور:٦٣]

(پوری طرح) عمل کیا جائے۔ اس لئے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو (رسول پر ایمان کا) حکم دیا ہے۔ اور آپ کی اطاعت اُن پر فرض کی ہے اور آپ ہی کی اتباع کو اُن پر واجب قرار دیا ہے۔ لوگوں کا آپ کی اطاعت کرنا، اللہ عزوجل کی ہی اطاعت ہے وہ بڑے احسان والا اور سخی داتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ''اور رسول، تمہیں جو دے لے لو اور جس سے منع کرے (تو) رک جاؤ۔''

اور فرمایا: ''جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔'' [1]

اور فرمایا: ''پس نہیں، تیرے رب کی قسم، وہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حکم (فیصلہ کرنے والا) نہ مان لیں۔ پھر (حکم ماننے کے بعد) آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور سرِ تسلیم خم کردیں۔''

اور فرمایا: ''ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو آپ (ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں اُن پر فتنہ (شرک وکفر) اور دردناک عذاب نہ آ جائے۔''

---

[1] معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کی پیروی میں ہی دونوں جہانوں کی کامیابی حاصل ہوگی۔

و قال: ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الأخر و ذكر الله كثيراً﴾ [الاحزاب:۲۱]

فرحم الله عبداً استعانه باتباع رسوله صلى الله عليه وسلم و اقتصاص أثره و يستعيذه تبارك و تعالى من شر نفسه و يستلهمه رشده لقوله عزوجل: ﴿فمن اتبع هداي فلا يضل و لا يشقى﴾ [طٰهٰ: ۱۲۳]

اور فرمایا: ”تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) بہترین نمونہ ہے۔اس (شخص) کے لئے جو اللہ (سے ملاقات) اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔“

پس اللہ (اس) بندے پر رحم کرے جس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کر کے اور آپ کے نقش قدم پر چل کر اللہ سے مدد (استعانت) مانگی ہے۔ اللہ اس شخص کو اس کے نفس کے شر سے بچائے اور اس کے دل میں ہدایت ڈالے رکھے، اس کی دلیل (اللہ) عزوجل کا یہ قول ہے کہ: ”جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدنصیب ہوگا۔“

☆☆☆

(١) أخبرنا إسمعيل بن أبي أويس: حدثني عبدالرحمٰن بن أبی الزناد عن موسى بن عقبة عن عبدالله بن الفضل الهاشمي عن عبدالرحمٰن بن هرمز الأعرج عن عبيد الله ابن أبي رافع عن علي ابن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان [ق ۲] يرفع يديه إذا كبر للصلاة حذو منكبيه و إذا أراد أن يركع و إذا رفع رأسه من الركوع و إذا قام من الركعتين فعل مثل ذلك.

[۱] ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابی اویس نے: مجھے حدیث سنائی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے عن موسیٰ بن عقبہ عن عبداللہ بن الفضل الہاشمی عن عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (کی سند سے کہ) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے تو اسی طرح (رفع یدین) کرتے تھے۔ ❶

---

❶ یہ روایت بلحاظ سند حسن ہے اور مسند احمد (۹۳/۱ ح ۷۱۷) وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ اسے ترمذی (۳۴۲۳) نے ''حسن صحیح'' کہا ہے اور ابن خزیمہ (۵۸۴) اور ابن حبان (عمدۃ القاری ۵/ ۲۷۷) اپنی صحیحین میں لائے ہیں۔ امام احمد وغیرہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ اس کا راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد جمہور محدثین کے نزدیک صدوق وحسن الحدیث ہے۔ حافظ ذہبی نے کہا: '' حديثه من قبيل الحسن'' ((هو حسن الحديث وبعضهم يراه حجة)) [سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۱۶۸، ۱۷۰]

ابن المدینی نے اس روایت کو قوی قرار دیا ہے۔ یہ روایت ابن ابی الزناد کے حافظہ بگڑنے سے پہلے کی ہے دیکھئے نور العینین ص ۸۳۔۸۴۔

تنبیہ نمبر ۱: دونوں مخطوطوں میں ''أخبرنا إسماعيل بن أبي أويس'' ہے جبکہ بعض مطبوعہ نسخوں میں غلطی سے '' أخبرنا إسماعيل بن أبي يونس'' چھپ گیا ہے۔

تنبیہ نمبر ۲: اس حسن روایت سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی جن سندوں میں ''قام من السجدتين'' کے الفاظ آئے ہیں ان کا مطلب '' قام من الركعتين'' ہی ہے اور یہی تحقیق امام ترمذی ودیگر محدثین کی ہے۔ لغت میں رکعت کو بھی سجدہ کہا جاتا ہے۔

تنبیہ نمبر ۳: محدثین کرام کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔ العلل للدارقطنی (۱۰۶/۴) والی روایت منقطع ہے محمد بن الحسن الشیبانی کی مرویات کو اس مسئلے میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ الشیبانی مذکور محدثین کرام کے نزدیک سخت مجروح ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے اسے ''کذاب'' (جھوٹا) قرار دیا ہے دیکھئے لسان المیزان (۱۲۲/۵) وکتاب الضعفاء للعقیلی (۵۲/۴ وسندہ صحیح) وتاریخ بغداد (۱۸۱/۲ ۴۲۰۳/۵) اس کی توثیق کسی معتبر محدث سے ثابت نہیں ہے۔

قال البخاري: و كذلك يروى عن سبعة عشر نفساً من أصحاب النبي ﷺ أنهم كانوا يرفعون أيديهم عندالركوع [و عند الرفع منه] ✿ منهم أبو قتادة الأنصاري و أبوأسيد الساعدي البدري و محمد بن مسلمة البدري و سهل بن سعد الساعدي و عبدالله بن عمر بن الخطاب و عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب الهاشمي و أنس بن مالك خادم رسول الله ﷺ و أبوهريرة الدوسي و عبدالله بن عمرو بن العاص و عبدالله بن الزبير بن العوام القرشي ووائل بن حجر الحضر مي و مالك بن الحويرث و أبو موسى الأشعري و أبو حميد الساعدي الأنصاري رضی الله عنہ وقال الحسن و حميد بن هلال : كان أصحاب رسول الله ﷺ يرفعون أيديهم فلم يستثن أحداً من أصحاب النبي ﷺ دون أحد ولم يثبت عندأهل العلم عن أحدمن أصحاب النبي ﷺ أنه لم يرفع يديه. و يروى أيضاً عن عدة من أصحاب النبي ﷺ ما وصفنا.

امام بخاری نے فرمایا: اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے سترہ صحابہ سے مروی ہے کہ وہ رکوع کے وقت (اور رکوع سے اٹھنے کے بعد) رفع یدین کرتے تھے۔ ان میں سے ابوقتادہ الانصاری، ابواسید الساعدی البدری، محمد بن مسلمہ البدری، سہل بن سعد الساعدی، عبداللہ بن عمر بن الخطاب، عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی، رسول اللہ ﷺ کے خادم انس بن مالک، ابو ہریرہ الدوسی، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن الزبیر بن العوام القرشی، وائل بن حجر الحضرمی، مالک بن الحویرث، ابوموسیٰ الاشعری اور ابوحمید الساعدی الانصاری ہیں۔ ❶ رضی اللہ عنہ حسن (بصری) ❷ اور حمید بن ہلال نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ، رفع یدین کرتے تھے۔ پس اس (راوی) نے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ اہل علم (علمائے حدیث) کے نزدیک نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ ثابت نہیں کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔ اور نبی ﷺ کے صحابہ کی ایک (بڑی) تعداد سے رفع یدین مروی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا

---

❶ "منھم" سے ظاہر ہے کہ یہاں سترہ صحابیوں کے پورے نام نہیں ہیں واللہ اعلم، اگر درج بالا صحابہ کرام کے ساتھ عمر، علی اور ام الدرداء کو بھی شامل کیا جائے تو سترہ کی تعداد پوری ہو جاتی ہے۔ ان صحابہ کرام میں سے اکثر کی روایات اسی کتاب یا دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں سوائے ابن العاص کے۔ رضی اللہ عنہ

❷ حسن بصری والی روایت نمبر ۲۹ پر آ رہی ہے جس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں رفع یدین سے مراد رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ہے۔

✿ من هامش المخطوطة الثانية ق ٣

و كذلك رويناه عن عدة من علماء مكة وأهل الحجاز والعراق والشام والبصرة واليمن و عدة من أهل خراسان، منهم سعيد بن جبير وعطاء ابن أبي رباح و مجاهد والقاسم بن محمد وسالم بن عبدالله بن عمر بن الخطاب وعمر بن عبدالعزيز و النعمان بن أبي عياش والحسن و ابن سيرين و طاؤس و مكحول و عبدالله ابن دينار و نافع و عبيدالله بن عمر والحسن بن مسلم و قيس بن سعد وعدة كثيرة و كذلك يروى عن أم الدرداء أنها كانت ترفع يديها، و قد كان ابن المبارك يرفع يديه و كذلك عامة أصحاب ابن المبارك، منهم علي بن الحسن و عبدالله بن عثمان و يحيى بن يحيى، ومحدثو أهل بخارىٰ منهم عيسى بن موسى و كعب بن سعيد و محمد بن سلام و عبدالله بن محمد المسندي وعدة ممن لا يحصى لا اختلاف بين من وصفنا من أهل العلم.

ہے۔اسی طرح علماءِ مکہ، اہل حجاز، عراق، شام بصرہ اور یمن کی ایک (بڑی) تعداد سے روایات ہم تک پہنچی ہیں۔ اور اہل خراسان کی ایک (بڑی) تعداد سے مروی ہے۔ان میں سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، عمر بن عبدالعزیز، نعمان بن ابی عیاش، حسن (بصری)، ابن سیرین، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار، نافع، عبیداللہ بن عمر، الحسن بن مسلم، قیس بن سعد اور ایک بڑی تعداد سے مروی ہے۔[1] اور اسی طرح ام درداء سے مروی ہے کہ وہ رفع یدین کرتی تھیں اور (عبداللہ) بن المبارک (بھی) رفع یدین کرتے تھے اور اسی طرح ابن المبارک کے عام شاگرد رفع یدین کرتے تھے اور ان میں سے علی بن الحسن (بن شقیق) عبداللہ بن عثمان اور یحییٰ بن یحییٰ ہیں۔ اہل بخارا کے محدثین مثلاً عیسیٰ بن موسیٰ، کعب بن سعید، محمد بن سلام، عبداللہ بن محمد المسندی اور لاتعداد (علماء) رفع یدین کرتے تھے۔ ہمارے ذکر کردہ ان علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

---

[1] ان آثار میں سے اکثر روایات اسی کتاب، مصنف ابن ابی شیبہ اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں۔ والحمدللہ

و كان عبدالله بن الزبير و علي بن عبدالله و يحيى بن معين وأحمد ابن حنبل وإسحق بن إبراهيم يثبتون عامة هذه الأحاديث من رسول الله ﷺ ويرونها حقاً وهؤلاء أهل العلم من أهل زمانهم وكذالك يروى عن عبدالله بن عمر بن الخطاب.

عبداللہ بن الزبیر (الحمیدی) علی بن عبداللہ (المدینی) یحیٰی بن معین، احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم (ابن راہویہ) رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کو جو رفع یدین کے بارے میں مروی ہیں (صحیح و) ثابت اور حق سمجھتے تھے۔ اور یہ لوگ اپنے زمانے کے (بڑے) علماء میں سے تھے۔ اور اسی طرح عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے روایت کیا گیا ہے۔

(٢) أخبرنا علي بن عبدالله: ثنا سفيان: ثنا الزهري عن سالم بن عبدالله عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع ولا يفعل ذلك بين السجدتين.

قال علي بن عبدالله، و كان أعلم أهل زمانه:

[٢] ہمیں خبر دی علی بن عبداللہ (المدینی) نے: ہمیں خبر دی سفیان (بن عیینہ) نے: ہمیں خبر دی زہری نے از سالم بن عبداللہ عن ابیہ (عبداللہ بن عمر) کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپ رفع یدین کرتے تھے جب (نماز کے لئے) تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور یہ کام (رفع یدین) دونوں سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔ [1] علی بن عبداللہ (المدینی) جو کہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے، نے کہا: زہری عن سالم

---

[1] یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ اسے امام مسلم، امام ترمذی وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے ابن عبدالبر نے کہا: ''و هو حديث لا مطعن لأحد فيه'' (الاستذکار ٢-١٢٥) یعنی اس حدیث میں کسی (محدث) کے نزدیک کوئی طعن نہیں ہے۔ علی بن عبداللہ المدینی اہل سنت کے بڑے اماموں میں سے اور زبردست ثقہ راویوں میں سے تھے۔ متاخر زمانے کے بعض کذابین کا انہیں شیعہ کہنا مردود ہے۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کا زبردست دفاع کیا ہے اور ان پر جرح کو مردود قرار دیا ہے۔ والحمدللہ

رفع الأيدي حق على المسلمين لماروى الزهري عن سالم عن أبيه.

عن ابیہ کی روایت کی وجہ سے مسلمانوں پر یہ حق (اور ضروری) ہے کہ رفع یدین کریں۔

(۳) حدثنا مسدد: ثنا يحيى بن سعيد: ثنا عبدالحميد بن جعفر: ثنا محمد بن عمرو قال: شهدت أبا حميد في عشرة من أصحاب النبي ﷺ أحدهم أبو قتادة بن ربعي [ق ۳] يقول: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله ﷺ، قالوا كيف؟ فوالله ما كنت أقدمنا له صحبة ولا أكثرنا له تباعة قال: بل راقبته، قالوا: فاذكر، قال: كان إذا قام إلى الصلاة رفع يديه و إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع وإذا قام من الركعتين فعل مثل ذلك.

[۳] ہمیں حدیث سنائی مسدد نے: ہمیں حدیث سنائی یحییٰ بن سعید القطان نے: ہمیں حدیث سنائی عبدالحمید بن جعفر نے: ہمیں حدیث سنائی محمد بن عمرو (بن عطاء) نے، کہا: میں نے ابوحمید (الساعدی) کو نبی ﷺ کے دس صحابیوں میں پایا۔ ان میں سے ایک ابوقتادہ بن ربعی (بھی) تھے۔ (ابوحمید) فرما رہے تھے: میں تم میں سے سب سے زیادہ، رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیسے؟ اللہ کی قسم، نہ تو آپ ہم سے پہلے آپ (ﷺ) کے صحابی بنے اور نہ ہم سے زیادہ آپ کی اتباع کی ہے! (ابوحمید نے) کہا: بلکہ میں نے آپ کو (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا: تو بیان کرو۔ (ابوحمید نے) کہا: آپ (ﷺ) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اسی طرح (رفع یدین) کرتے تھے۔ ❶

---

❶ یہ حدیث صحیح ہے اسے ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن الجارود، ترمذی اور ابن تیمیہ وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔ عبدالحمید بن جعفر صحیح مسلم کا راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہے۔ زیلعی حنفی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ عبدالحمید مذکور جمہور علماء کے نزدیک ثقہ ہے۔ [نصب الرایہ ۱/۳۴۴] (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر☆)

(٤) قال البخاري: سألت أباعاصم عن حديث عبدالحميد بن جعفر فعرفه فحدثني عبدالله بن محمد عنه: ثنا عبد الحميد بن جعفر: ثنا محمد بن عمرو بن عطاء قال: شهدت أبا حميد في عشرة من أصحاب النبي ﷺ أحدهم أبو قتادة ابن ربعي قال: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله ﷺ فذكر مثله فقالوا كلهم: صدقت.

[۴] (امام بخاری نے کہا) پس مجھے یہ حدیث عبداللہ بن محمد (المسندی) نے اُس (ابوعاصم) سے بیان کی، ابوعاصم نے میرے پوچھنے پر اس کی تصدیق کی: ہمیں عبدالحمید بن جعفر نے حدیث بیان کی ہمیں محمد بن عمرو بن عطاء نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے ابوحمید (الساعدی) کو نبی ﷺ کے دس صحابیوں میں پایا: ان میں سے ایک ابوقتادہ بن ربعی تھے۔(ابوحمید نے) کہا: میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جاننے والا ہوں، پھر (راوی نے) اس جیسی حدیث بیان کی (جوگزر چکی ہے) تو سب نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے (رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی طرح تھی) [1]

(٥) أخبرنا عبدالله بن محمد: ثنا عبدالملك بن عمرو: نا فليح بن سليمان: حدثني عباس بن سهل

[۵] ہمیں عبداللہ بن محمد (المسندی) نے خبر دی: ہمیں عبدالملک بن عمرو نے حدیث بیان کی: ہمیں فلیح بن سلیمان نے حدیث بیان کی: مجھے عباس بن سہل نے حدیث بیان

(بقیہ حاشیہ☆) ابوقتادہ کی وفات، علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہوئی ہے۔لہذا اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ہو۔ام کلثوم کی نماز جنازہ میں ابوقتادہ موجود تھے۔یہ نماز جنازہ پچاس ہجری کے بعد پڑھی گئی تھی۔جمہور محدثین کے نزدیک ابوقتادہ کی وفات پچاس ہجری کے بعد غالباً ۵۴ھ میں ہوئی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''نور العینین فی اثبات رفع الیدین'' ص ۸۰، ۸۱۔اور الحدیث: ۱۸ ص ۱۴ تا ۳۱

تنبیہ نمبر۱: ایک صحیح روایت میں کسی بات کا ذکر ہو، اور دوسری میں ذکر نہ ہو تو یہ کوئی جرح نہیں ہے۔عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا لہٰذا عبدالحمید بن جعفر کی اثبات رفع الیدین والی روایت پر صحیح بخاری کی عدم ذکر والی روایت سے اعتراض کرنا چنداں صحیح نہیں ہے۔ثقہ کی زیادت، محدثین کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

[1] دیکھئے حدیث نمبر ۳

قال: اجتمع أبو حميد و أبو أسيد و سهل بن سعد و محمد بن مسلمة فذكروا صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو حميد: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فكبر ورفع يديه، ثم رفع يديه حين كبر للركوع ثم ركع فوضع يديه على ركبتيه.

کی، کہا: ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ (ایک جگہ) جمع ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ پس ابوحمید نے فرمایا: میں تم میں سے سب سے زیادہ، رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں۔ بے شک، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لئے تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔ پھر رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے۔ [1]

(٦) حدثنا عبيد بن يعيش: ثنا يونس ابن بكير: أنا ابن إسحق عن العباس بن سهل بن سعد الساعدي قال: كنت بالسوق مع أبي قتادة و أبي أسيد و أبي حميد كلهم يقول: أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا لأحدهم: صل، فكبر ثم قرأ ثم =

[٦] ہمیں عبید بن یعیش نے حدیث بیان کی: ہمیں یونس بن بکیر نے حدیث بیان کی: ہمیں ابن اسحاق [2] نے خبر دی، عن العباس بن سہل بن سعد الساعدی (کی سند) سے، انہوں نے کہا: میں ابوقتادہ، ابواسید اور ابوحمید کے ساتھ بازار میں تھا۔ اُن میں سے ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ: میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، تو انہوں نے ایک (ابوحمید) کو کہا: تو نماز پڑھ۔ پس اس نے تکبیر کہی پھر قرأت کی پھر

---

[1] اس کی سند حسن ہے اسے ابن خزیمہ (۵۸۹، ۶۰۸، ۶۳۷، ۶۴۰، ۶۸۹) ابن حبان (۴۹۴) اور ترمذی (۲۶۰) نے صحیح قرار دیا ہے۔ محمد بن یحییٰ الذہلی نے کہا: "جو آدمی یہ حدیث سُن لے اور پھر رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (والا) رفع یدین نہ کرے تو اُس کی نماز ناقص ہے۔"

[2] نسخہ ظاہریہ کے مخطوطے میں ابن اسحاق ہے اور یہی صحیح ہے جبکہ دوسرے مخطوطے میں غلطی سے ابواسحاق لکھ دیا گیا ہے۔ لہٰذا اپنے نسخوں کی اصلاح نسخہ ظاہریہ کے ساتھ کرلیں۔

كبر و رفع فقالا: أصبت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

تکبیر کہی اور (ہاتھ) اٹھائے۔ تو دونوں (ابو اسید اور ابو قتادہ) نے کہا: تو نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو (صحیح طور پر) پایا ہے۔ ❶

(٧) حدثنا أبو الوليد هشام بن عبدالملك و سليمان بن حرب قالا: ناشعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا كبر رفع يديه و إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع.

[٧] ہمیں ابو الولید ہشام بن عبدالملک (الطیالسی) اور سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی۔ دونوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث (کی سند) سے۔ انہوں (مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی ﷺ نے جب (نماز کے لئے) تکبیر کہی (تو) رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا (تو رفع یدین کیا) ❷

(٨) حدثنا محمد بن عبدالله ابن حوشب ثنا عبدالوهاب: ثنا

[٨] ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن حوشب نے: ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب (الثقفی) نے: ہمیں حدیث سنائی

---

❶ یہ روایت حسن ہے۔ ابن اسحاق نے صحیح ابن خزیمہ میں سماع کی تصریح کر رکھی ہے (حدیث نمبر ٦٨١ و اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ ج ١٤ ص ٨٢ حدیث ١٧٤٥٠)

تنبیہ: ہمارے نسخہ اصل، نسخہ ظاہریہ میں ''ابن اسحاق'' ہے اور یہی صحیح ہے جس کی مؤید ابن خزیمہ کی روایت ہے۔ جبکہ مخطوطہ ہندیہ اور عام مطبوعہ نسخوں میں غلطی سے ''ابو اسحاق'' چھپ گیا ہے۔

❷ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے دیکھئے حدیث نمبر ٢٦۔

تنبیہ نمبر ١: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ ابو قلابہ تابعی (ثقہ) نے (نبی ﷺ کی وفات کے بعد) مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔

تنبیہ نمبر ٢: ابو قلابہ پر ناصبیت اور نصر بن عاصم پر خارجیت کا الزام مردود ہے۔

تنبیہ نمبر ٣: مالک بن الحویرث سے کسی صحیح روایت میں سجدوں میں رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ سنن نسائی والی روایت قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ قتادہ سے یہ روایت شعبہ نے نہیں بلکہ سعید (بن ابی عروبہ) نے بیان کر رکھی ہے دیکھئے السنن الکبریٰ للنسائی (ج ١ ص ٢٢٨ حدیث ٦٧٢) و معارف السنن للبنوری الدیوبندی (ج ٢ ص ٤٥٦)

حمید عن أنس قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه عندالرکوع.

حمید (الطّویل) نے عن انس (بن مالک) انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۹) حدثنا إسماعیل بن أبي أویس: ثنا ابن أبی الزناد عن موسی ابن عقبة عن عبداللہ بن الفضل عن عبدالرحمٰن بن ھرمز الأعرج عن عبیداللہ بن أبي رافع عن علي بن أبي طالب رضي اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ کان إذا قام إلی الصلاة المکتوبة کبر و رفع یدیه حذو منکبیه و إذا أراد أن یرکع و یصنعه إذا رفع رأسه من الرکوع ولا یرفع یدیه في شيء من صلاته و ھو قاعد و إذا قام من السجدتین رفع یدیه کذلک و کبر.

[۹] ہمیں حدیث سنائی اسماعیل بن ابی اویس نے: ہمیں حدیث سنائی ابن ابی الزناد نے عن موسیٰ بن عقبہ عن عبداللہ بن الفضل عن عبدالرحمٰن ہرمز الاعرج عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (کی سند) سے: بے شک رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تو) تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور ایسا ہی کرتے تھے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب آپ اپنی نماز میں بیٹھے ہوتے تھے تو کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور جب دوسجدوں (یعنی دورکعتوں) سے کھڑے ہوتے تو اس طرح رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے۔ ❷

---

❶ اس روایت کی سند حمید الطّویل کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ حمید الطّویل مشہور مدلس تھے۔ مسند ابی یعلیٰ (حدیث ۳۷۹۳) میں یہ روایت درج ذیل الفاظ سے مروی ہے۔ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ افتتاح نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔'' چونکہ یہ متن حدیث دوسری روایات سے ثابت ہے لہٰذا اس متن والفاظ کے ساتھ حمید الطّویل کی روایت مذکورہ، شواہد کی روشنی میں صحیح ہے۔ والحمدللہ

تنبیہ: عبدالوہاب الثقفی کو جمہور محدثین نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے لہٰذا تفرد کی صورت میں بھی اس کی روایت صحیح یا حسن ہوتی ہے۔ ❷ حسن ہے۔ یہ روایت نمبر ا پر گزر چکی ہے اور دوسجدوں سے دورکعتیں مراد ہیں جیسا کہ وہاں بادلیل لکھا جا چکا ہے۔

(۱۰) حدثنا أبو نعيم الفضل بن دكين: أنا قيس بن سليم العنبري قال: سمعت علقمة بن وائل بن حجر: حدثني أبي قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فكبر حين افتتح الصلاة رفع يديه، ثم رفع يديه حين أراد أن يركع و بعد الركوع.

[۱۰] ہمیں ابونعیم بن دکین نے حدیث بیان کی: ہمیں قیس بن سلیم العنبری نے خبر دی، کہا: میں نے علقمہ بن وائل بن حجر سے سُنا: مجھے میرے ابا (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) نے حدیث سنائی، کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور رکوع کے بعد (بھی اپنے ہاتھ اٹھائے) ❶

(۱۱) قال البخاري: و روى أبوبكر النهشلي عن عاصم بن كليب عن أبيه أن علياً رضي الله عنه رفع يديه في أول التكبير ثم لم يعد بعد، وحديث عبيدالله أصح، مع أن حديث كليب هذا لم يحفظ رفع الأيدي وحديث عبيد الله هو شاهد فإذا روى رجلان عن محدث قال أحدهما: رأيته.

[۱۱] بخاری نے کہا: اور ابوبکر النہشلی نے عن عاصم بن کلیب عن ابیہ (کی سند) سے روایت کیا کہ بے شک علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر کے شروع میں رفع یدین کیا پھر اس کے بعد اعادہ نہیں کیا۔ ❷ اور عبیداللہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ ساتھ اس کے کہ کلیب کی اس حدیث میں رفع یدین کو یاد نہیں رکھا گیا۔ اور عبیداللہ کی حدیث (اثبات کی) گواہ ہے۔ پس اگر دو آدمی کسی محدث سے روایت کریں۔ ایک کہے: میں نے دیکھا ہے کہ اُس نے یہ

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے نسائی (۱۰۵۶، التعلیقات السلفیۃ) نے بھی قیس بن سلیم سے روایت کیا ہے۔

❷ محدثین کرام کے نزدیک یہ روایت غیر ثابت اور ضعیف ہے امام شافعی نے فرمایا: ولا یثبت (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۸۱) عثمان بن سعید الدارمی وغیرہ نے اس پر جرح کی لہٰذا بعض متعصب متاخرین کا اسے صحیح یا حسن قرار دینا صحیح نہیں ہے یہ ظاہر ہے کہ محدثین کرام اپنی بیان کردہ روایات کی صحت وضعف سے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت بہت زیادہ باخبر تھے۔

فعل و قال الآخر: لم أره فعل فالذي قال: قدرأيته فعل فهو شاهد و الذي قال: لم يفعل فليس هو بشاهد لأنه لم يحفظ الفعل و هكذا قال عبدالله بن الزبير لشاهدين شهدا أن لفلان على فلان ألف درهم بإقراره و شهدا آخران أنه لم يقربشيئ فإنه يقضي بقول الشاهدين الذين شهدا [ق ۴] بإقراره و يسقط ماسواه و كذلك قال بلال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم صلى في الكعبة و قال الفضل بن العباس: لم يُصلّ، فأخذ الناس بقول بلال لأنه شاهد و لم يلتفتوا إلى قول من قال: لم يصل حين لم يحفظ.

کام کیا اور دوسرا کہے: میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے یہ کیا۔ تو جس نے کہا کہ میں نے اسے یہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ (اثبات کا) گواہ ہے اور جس نے کہا کہ اس نے یہ کام نہیں کیا وہ گواہ نہیں ہے کیونکہ اُس نے وہ کام یاد نہیں رکھا۔ اور اسی طرح عبداللہ بن الزبیر نے ان دو گواہوں سے کہا تھا۔ جنہوں نے ان کے پاس گواہی دی تھی۔ (انہوں نے کہا): فلاں آدمی کے فلاں آدمی پر ایک ہزار درہم (بقایا) ہیں۔ اور دوسرے دو گواہوں نے کہا کہ اس نے کسی چیز کا اقرار نہیں کیا ہے (یعنی اس پر ہزار درہم بقایا نہیں ہیں) تو اسے یہ (درہم) ادا کرنے پڑیں گے اُن دو گواہوں کی گواہی کی وجہ سے جنہوں نے یہ درہم اس کے ذمہ قرار دیئے ہیں اور باقی باتیں ساقط ہو جائیں گی۔ اور اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: آپ نے (خانہ کعبہ میں) نماز نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال کی بات کو لے لیا کیونکہ وہ (اثبات کے) گواہ ہیں اور اس شخص کی بات کی طرف توجہ نہیں کی جس نے کہا: آپ نے نماز نہیں پڑھی، اس وجہ سے کہ اُس نے یاد نہیں رکھا۔

و قال عبدالرحمٰن بن مهدي: ذكرت للثوري حديث النهشلي عن عاصم بن كليب فأنكره.

اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: میں نے (سفیان) ثوری کے سامنے النھشلی عن عاصم بن کلیب والی روایت بیان کی تو انہوں نے اس کا انکار کیا۔

(۱۲) حدثنا عبدالله بن يوسف: أنا مالك عن ابن شهاب عن سالم ابن عبدالله عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلاة و إذا كبر للركوع و إذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك وكان لا يفعل ذلك في السجود.

[۱۲] ہمیں عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی: ہمیں (امام) مالک (بن انس) نے خبر دی عن ابن شہاب الزہری عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ (عبداللہ بن عمر کی سند) سے: بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھاتے تھے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو) انہیں اسی طرح اٹھاتے اور سجدوں میں یہ کام نہیں کرتے تھے۔ [1]

(۱۳) أخبرنا أيوب بن سليمان: نا أبوبكر ابن أبي أويس عن سليمان بن بلال عن العلاء أنه سمع سالم بن عبدالله

[۱۳] ہمیں ایوب بن سلیمان نے خبر دی: ہمیں ابوبکر بن ابی اویس نے حدیث بیان کی عن سلیمان بن بلال عن العلاء (کی سند) سے انہوں (العلاء) نے سالم بن عبداللہ کو

---

[1] یہ روایت صحیح البخاری (حدیث ۷۳۵) میں ہے۔

موطأ امام مالک (روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم ص ۱۱۳ اور روایۃ محمد بن الحسن الشیبانی: ضعیف ص ۸۹) میں تقریباً انہی الفاظ ومفہوم کے ساتھ موجود ہے۔ شیبانی مذکور کی روایت حنفیوں پر بطور الزام حجت پیش کی جاتی ہے۔

تنبیہ نمبر ۱: امام مالک سے ترک رفع الیدین باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ المدونۃ الکبریٰ مشکوک اور بے سند کتاب ہے۔

تنبیہ نمبر ۲: امام مالک سے رفع یدین کا فعلاً اثبات متعدد سندوں کے ساتھ التمہید وغیرہ میں ثابت ہے۔

أن أباه كان إذا رفع رأسه من السجود فأراد أن يقوم رفع يديه.

(فرماتے ہوئے) سنا کہ بے شک ان کے ابا (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) جب (دوسری رکعت کے) سجدے سے سر اٹھاتے پھر (تشہد کے بعد) کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ 1

(١٤) حدثنا عبدالله بن صالح: ثنا الليث: أخبرني نافع أن عبدالله بن عمر كان إذا استقبل الصلاة رفع يديه و إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع و إذا قام من السجدتين كبر و رفع يديه.

[۱۴] ہمیں عبداللہ بن صالح (کاتب اللیث) نے حدیث بیان کی: ہمیں لیث (بن سعد) نے حدیث بیان کی: مجھے نافع نے خبر دی کہ بے شک عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) جب نماز شروع کرتے (تو) رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو سجدوں (یعنی دو رکعتوں) سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔ 2

(١٥) حدثنا الحميدي: أنا الوليد ابن مسلم: قال سمعت زيد بن واقد يحدث عن نافع أن ابن عمر كان إذا رأى رجلاً لا يرفع يديه إذا ركع و إذا رفع رماه بالحصى.

[۱۵] ہمیں الحمیدی نے حدیث بیان کی: ہمیں ولید بن مسلم نے خبر دی کہا: میں نے زید بن واقد کو نافع سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ بے شک (عبداللہ) بن عمر جب کسی (جاہل و ناواقف) آدمی کو دیکھتے کہ وہ رکوع سے پہلے اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں

---

1 اس کی سند صحیح ہے۔

2 یہ روایت صحیح ہے، نیز دیکھئے حدیث نمبر ۸۰

سے مارتے تھے۔ ❶

(١٦) قال البخاري: و يروى عن أبي بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد أنه لم ير ابن عمر رفع يديه إلافي التكبيرة الأولى و روى عنه أهل العلم، أنه لم يحفظ من ابن عمر إلا أن يكون ابن عمر سها كبعض ما يسهوا الرجل في الصلاة في الشيء بعد الشيء كما أن عمر نسي القراءة في الصلاة و كما أن أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ربما يسهون في الصلاة فيسلمون في الركعتين والثلاث. ألاترى أن ابن عمر

[١٦] بخاری نے کہا: اور ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد (کی سند) سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر کو سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور اُن (ابن عمر) سے اہل علم نے (اثبات رفع یدین کی) روایت کی ہے۔ بے شک اس (راوی ابوبکر بن عیاش) نے (اس سند کے ساتھ ابن عمر سے) یاد نہیں رکھا۔ الا یہ کہ (بشرطِ صحت و بفرض محال کہا جائے کہ) ابن عمر بھول گئے جیسا کہ بعض آدمی نماز میں، ایک کے بعد دوسری چیز کو بھول جاتا ہے۔ جس طرح کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نماز میں قرأت بھول گئے تھے اور جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (کرام) بعض اوقات نماز میں بھول جاتے تو دو یا تین رکعتوں پر سلام پھیر دیتے تھے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) رفع یدین

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے نووی نے المجموع شرح المھذب (ج ۳، ص ۴۰۵) میں صحیح کہا ہے۔ بعض اسانید میں "کلما خفض ورفع" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس روایت کی روشنی میں ان کا یہی مطلب ہے کہ کلما خفض (للرکوع) ورفع (من الرکوع) یعنی آپ ہر رکوع کے لئے جھکتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ لہٰذا ان روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ ہر اونچ نیچ سے بھی ہر رکوع سے اونچ اور ہر رکوع کے لئے نیچ ہی مراد ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سنت کی مخالفت کرنے والے کو مارا پیٹا بھی جا سکتا ہے تاہم یہ کام وہی کرے گا جو اولوالامر میں سے ہو۔ یہاں جاہل مرد سے مراد کوئی مجہول شخص ہے جو کہ صحابہ کی جماعت سے خارج تھا۔ کیونکہ صحابہ کرام سے اثبات رفع یدین بالتواتر ثابت ہے۔

يرمي من لا يرفع بالحصٰى فكيف يترك ابن عمر شيئاً يأمر به غيره و قدرأى النبي صلى الله عليه وسلم فعله .!

نہ کرنے والے کو کنکریوں سے مارتے تھے؟ تو ابن عمر اس چیز کو کس طرح ترک کر سکتے تھے جس کا حکم وہ دوسروں کو دیتے تھے اور جو فعل انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ ❶

قال البخاري : قال يحيى بن معين: حديث أبي بكر عن حصين إنما هو توهم منه لا أصل له.

(امام) بخاری نے کہا: یحییٰ بن معین نے کہا: ابوبکر (بن عیاش) کی حصین سے (ترک رفع یدین والی) حدیث اس کا وہم ہے۔ اس (روایت) کی کوئی (صحیح یا حسن) اصل نہیں ہے۔ ❷

(۱۷) حدثنا محمد بن يوسف: ثنا عبدالأعلى بن مسهر: ثنا عبدالله بن العلاء بن زبر: ثنا عمرو بن المهاجر قال: كان عبدالله بن عامر يسألني أن استأذن له على عمر بن عبدالعزيز

[۱۷] ہمیں محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالاعلیٰ بن مسہر نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ بن العلاء بن زبر نے حدیث بیان کی: ہمیں عمرو بن المھاجر نے حدیث بیان کی، کہا: عبداللہ بن عامر (نامی ایک شخص) مجھ سے پوچھتا تھا کہ اجازت لے کر اسے عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ)

---

❶ یہ سارا جواب الزامی ہے اور صحیح یہی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی یہ روایت یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل کے نزدیک مردود و باطل ہے، مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب نور العینین دیکھئے۔ ص ۱۳۱۔۱۳۶

❷ امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: "هو باطل" یہ روایت باطل ہے۔ (مسائل ابن ھانئ ج ۱ ص ۵۰ ت ۲۳۷) ابوبکر بن عیاش کو جمہور محدثین نے حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری میں اس کی تمام روایات متابعات و شواہد میں ہیں۔

امام ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی نے کہا: "لم يكن من شيوخنا أكثر غلطاً من أبي بكر ابن عياش" ہمارے استادوں میں، ابوبکر بن عیاش سے زیادہ غلطیاں کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۷۸ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے حدیث نمبر ۱۰۲

فاستأذنت له عليه فقال : الذي جلد أخاه في أن يرفع يديه ، إن كنا لنؤدب عليه و نحن غلمان بالمدينة، فلم يأذن له.

کے پاس لے جاؤں تو میں نے اُن سے اجازت طلب کی تو انہوں (عمر بن عبدالعزیز) نے کہا: (عبداللہ بن عامر) وہ شخص ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر مارا تھا۔ (حالانکہ) ہم مدینے میں چھوٹے بچے ہوتے تھے تو ہمیں سختی سے رفع یدین کرنا سکھلایا جاتا تھا۔ پس انہوں نے اسے (عبداللہ بن عامر کو اندر آنے کی) اجازت نہیں دی۔ [1]

قال البخاري: و كان زائدة لا يحدث إلا أهلَ السنة اقتداء بالسلف و لقد رحل قوم من أهل بلخ، مرجئة إلى محمد بن يوسف بالشام فأراد محمد اخراجهم منها حتى تابوا من ذلك و رجعوا إلى السبيل والسنة.

(امام) بخاری نے کہا: سلف کی اقتداء [2] (بادلیل پیروی) کرتے ہوئے زائدہ (بن قدامہ) صرف اہل سنت کو ہی حدیثیں بیان کرتے تھے۔ بلخ کے مرجئوں میں سے ایک قوم شام میں محمد بن یوسف کے پاس گئی تو انہوں نے اس علاقے سے ان مرجئوں کو نکالنے کا ارادہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے اس (غلط عقیدے) سے توبہ کر لی اور سنت و صراطِ مستقیم کی طرف رجوع کرلیا۔

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔

تنبیہ: اصل قلمی نسخے میں "عمرو بن المھاجر" ہے جبکہ ہندی مخطوطے اور عام مطبوعات میں "عمر بن المھاجر" ہے جو کہ ناسخ کا وہم ہے مزید تحقیق کے لئے دیکھئے التمہید (ج ۹ ص ۲۱۹) مسند عمر بن عبدالعزیز للباغندی (۱۰) اور شعار اصحاب الحدیث للحاکم (۵۱ بتحقیقی)

[2] اقتداء بادلیل پیروی اور تقلید بے دلیل پیروی کو کہتے ہیں دیکھئے اعلام الموقعین اور اشرف علی تھانوی صاحب کی "ملفوظات حکیم الامت" (ج ۳ ص ۱۵۹) ملفوظ نمبر ۲۲۸۔

و لقد رأينا غير واحد من أهل العلم يستتيبون أهل الخلاف فإن تابوا وإلا أخرجوهم من مجالسهم، ولقد كلّم عبدالله بن الزبير سليمان بن حرب و هو يومئذ قاضي مكة أن يحجر على بعض أهل الرأي فحجر عليه سليمان فلم يكن يجترئ بمكة أن يفتي حتى خرج منها.

ہم نے بہت سے علماء کو دیکھا ہے وہ بدعتیوں کو توبہ کراتے تھے پس اگر وہ توبہ کر لیتے تو فبہا ورنہ وہ انہیں اپنی مجالس سے نکال دیتے تھے۔ عبداللہ بن الزبیر (الحمیدی) نے، سلیمان بن حرب سے جب وہ مکہ میں قاضی تھے، بات کی کہ بعض اہل الرائے کو پابند کر دیا جائے تو سلیمان (بن حرب) نے اسے پابند کر دیا۔ وہ (منکر حدیث و رائے پرست) مکہ میں فتویٰ نہیں دے سکتا تھا حتیٰ کہ اسے (ذلیل و رسوا ہو کر) مکہ سے نکلنا پڑا۔

(۱۸) حدثنا مالك ابن إسماعيل: ثنا شريك عن ليث عن عطاء قال: رأيت ابن عباس و ابن الزبير و أبا سعيد و جابراً يرفعون أيديهم إذا افتتحوا الصلاة وإذا ركعوا.

[۱۸] ہمیں مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں شریک (القاضی) نے لیث (بن ابی سلیم) عن عطاء (بن ابی رباح) سے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے ابن عباس، ابن الزبیر، ابوسعید (الخدری) اور جابر (بن عبداللہ الانصاری) کو شروع نماز اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ ❶

---

❶ حسن۔ اس کی سند شریک اور لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن ابن عباس (ح ۲۱) ابن الزبیر (السنن الکبری للبیہقی ۲/۷۳) سے رفع یدین صحیح ثابت ہے۔ جابر والی روایت سنن ابن ماجہ اور مسند سراج (قلمی ص ۲۵ ح ۹۲) پر صحیح سند سے موجود ہے۔ سعید بن جبیر سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (البیہقی ۲/۷۵ و نور العینین ص ۱۲۵۔۱۲۷) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سے ہیں۔ لہٰذا درج بالا روایت ان شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔

تنبیہ: ابن عمر اور ابوسعید الخدری سے ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے ترک کا راوی عطیہ العوفی ضعیف، شیعہ اور بہت بڑا مدلس تھا دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ، لہٰذا نصب الرایہ (ج ۱ ص ۴۰۶) والی روایت منکر و مردود ہے۔

(۱۹) حدثنا محمد بن الصلت: ثنا أبو شهاب عبدربه عن محمد بن إسحٰق عن عبدالرحمٰن الأعرج عن أبي هريرة أنه كان إذا كبر رفع يديه [ق ۵] و إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع.

[۱۹] ہمیں محمد بن الصلت نے حدیث بیان کی: ہمیں ابوشہاب عبدربہ نے محمد بن اسحاق عن عبدالرحمٰن الاعرج عن ابی ہریرہ (کی سند) سے حدیث بیان کی، بے شک وہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ (تو رفع یدین کرتے تھے۔) ❶

(۲۰) حدثنا مسدد: ثنا عبدالواحد ابن زياد عن عاصم الأحول، قال: رأيت أنس بن مالك إذا افتتح الصلاة كبر و رفع يديه و يرفع كلما ركع و رفع رأسه من الركوع.

[۲۰] ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالواحد بن زیاد نے حدیث بیان کی انہوں نے عاصم الاحول سے، انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ ❷

(۲۱) حدثنا مسدد: ثنا هشيم عن أبي حمزة قال رأيت ابن عباس يرفع يديه حيث كبر و إذا رفع رأسه من الركوع.

[۲۱] ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی: ہمیں ہشیم نے ابوحمزہ سے حدیث بیان کی۔ (ابوحمزہ نے) کہا: میں نے ابن عباس کو رفع یدین کرتے دیکھا ہوئے ہے جب آپ نے تکبیر کہی اور جب رکوع سے سر

---

❶ صحیح۔ اس روایت کی سند محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن حدیث نمبر ۲۲ اس کا صحیح شاہد ہے جس کی رو سے یہ روایت بھی صحیح ہے۔

❷ اس کی سند صحیح ہے، نیز دیکھئے حدیث نمبر ۶۵

اٹھایا۔ ❶

(۲۲) حدثنا سليمان ابن حرب: ثنا يزيد بن إبراهيم عن قيس بن سعد عن عطاء قال: صليت مع أبي هريرة فكان يرفع يديه إذا كبر و إذا ركع. (وإذا رفع).

[۲۲] ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی: ہمیں یزید بن ابراہیم نے قیس بن سعد سے، انہوں نے عطا (ابن ابی رباح) سے حدیث بیان کی۔ (عطاء بن ابی رباح نے) کہا: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ رفع یدین کرتے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے (اور جب اٹھتے) ❷

(۲۳) حدثنا مسدد: حدثنا خالد: ثنا حصين عن عمرو بن مرة قال: دخلت مسجد حضر موت فإذا علقمة بن وائل يحدث عن أبيه. قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه قبل الركوع وبعده.

[۲۳] ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی: ہمیں خالد (ابن عبداللہ) نے حدیث بیان کی: ہمیں حصین نے عمرو بن مرہ سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا: میں حضر موت کی مسجد میں داخل ہوا تو علقمہ بن وائل اپنے باپ (وائل بن حجر) سے حدیث بیان کر رہے تھے انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

---

❶ صحیح ہے۔ ہشیم بن بشیر نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہے اور صحیح مسلم کا راوی ہے لہٰذا یہ سند حسن ہے۔ اس کے شواہد کے لئے دیکھئے نور العینین ص ۱۲۵

تنبیہ: ابوحمزہ نصر بن عمران الضبعی البصری صحاح ستہ کا مرکزی راوی اور بالاجماع ثقہ ہے دیکھئے تہذیب الکمال (ج ۱۹ ص ۷۰،۱۷) اسے مجہول کہنا قطعاً غلط ہے۔ مگر یاد رہے کہ وہ اس حدیث کا راوی نہیں ہے۔

❷ اس کی سند صحیح ہے اور بریکٹ کے الفاظ دوسرے قلمی نسخے سے لئے گئے ہیں۔ اصل مخطوطے اور ہندی مخطوطے دونوں میں ''قیس بن سعد'' ہی ہے۔

❸ صحیح ہے۔

(۲٤) حدثنا خطاب بن عثمان: ثنا إسماعيل عن عبد ربه بن سليمان ابن عمير قال: رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلاة حذو منكبيها.

[۲۴] ہمیں خطاب بن عثمان نے حدیث بیان کی، ہمیں اسماعیل بن عیاش نے عبدربہ بن سلیمان بن عمیر سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: میں نے ام درداء کو دیکھا، وہ نماز میں اپنے کندھوں تک رفع یدین کرتی تھیں۔ ❶

(۲٥) حدثنا محمد بن مقاتل: ثنا عبدالله بن المبارك: أنا إسماعيل: حدثني عبد ربه بن سليمان بن عمير قال: رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلاة حذو منكبيها حين تفتتح الصلاة وحين تركع و إذا قال: سمع الله لمن حمده، رفعت يديها و قالت: ربنا لك الحمد. قال البخاري: و نساء بعض أصحاب النبي ﷺ هن أعلم من كثير هؤلاء حين رفعن أيديهن في الصلاة.

[۲۵] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ بن المبارک نے حدیث بیان کی: ہمیں اسماعیل (بن عیاش) نے خبر دی: مجھے عبدربہ بن سلیمان بن عمیر (شامی) نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے ام درداء کو دیکھا وہ نماز میں اپنے کندھوں تک رفع یدین کرتی تھیں جب نماز شروع کرتیں اور جب رکوع کرتیں۔ اور جب (امام) سمع اللہ لمن حمدہ کہتا تو رفع یدین کرتیں اور فرماتی تھیں: ربنا لک الحمد۔ ❷ بخاری نے کہا: نبی ﷺ کے بعض صحابہ کی بیویاں ان لوگوں کی بہ نسبت زیادہ علم والی تھیں (کیونکہ) وہ نماز میں رفع یدین کرتی تھیں۔

(۲٦)حدثنا إسحق بن ابراهيم الحنظلي:

[۲۶] ہمیں اسحاق بن ابراہیم الحنظلی (ابن

---

❶ حسن ہے۔ یہ روایت التاریخ الکبیر للبخاری (۶/ ۷۸) میں بھی موجود ہے۔

❷ اس کی سند حسن ہے۔

یہ روایت التاریخ الکبیر (۶/ ۷۸) میں بھی موجود ہے۔

تنبیہ نمبر ۱: عبدربہ کو ابن حبان (۷/ ۱۵۳) اور مروان بن محمد الدمشقی نے ثقہ کہا ہے (تاریخ دمشق لابی زرعۃ الدمشقی رقم ۶۵۰)

تنبیہ نمبر ۲: اسماعیل بن عیاش کی شامیوں سے روایت حسن وقوی ہوتی ہے دیکھئے عام کتب اسماء الرجال مثلاً تہذیب التہذیب وغیرہ۔ اور حقائق السنن از افادات عبدالحق حقانی دیوبندی (ج ۱ ص ۴۹۷)

ثنا محمد بن فضيل عن عاصم بن كليب عن محارب بن دثار قال: رأيت ابن عمر يرفع يديه في الركوع، فقلت له في ذلك، فقال: كان رسول الله ﷺ إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه.

راہویہ) نے حدیث بیان کی: ہمیں محمد بن فضیل (بن غزوان) نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے محارب بن دثار سے حدیث بیان کی۔ (محارب نے) کہا: میں نے ابن عمر کو رکوع سے پہلے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں اُن سے بات کی تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔ [1]

(٢٧) حدثنا مسلم بن إبراهيم: ثنا شعبة: ثنا عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر الحضرمي أنه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فلما أن كبر رفع يديه ، فلما أراد أن يركع رفع يديه.

[٢٧] ہمیں مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی: ہمیں عاصم بن کلیب نے حدیث بیان کی اپنے باپ (کلیب) سے انہوں نے وائل بن حجر الحضرمی سے، انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس جب آپ نے تکبیر کہی رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو رفع یدین کیا۔ [2]

قال البخاري: ويروى عن عمر بن

(امام) بخاری نے فرمایا: عمر بن الخطاب، جابر

---

[1] اسکی سند صحیح ہے۔

محارب بن دثار کی اس روایت میں رکوع کے بعد والے رفع یدین کا بھی ذکر ہے دیکھئے۔ حدیث نمبر ۴۸

[2] اس کی سند صحیح ہے۔ اسے ابن خزیمہ (۶۹۷، ۶۹۸) نے صحیح قرار دیا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری کے ذکر کردہ صحابہ کرام کی اکثر مرویات اسی کتاب، کتب بیہقی و دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ مثلاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت شرح ترمذی لابن سید الناس (ج ۲ ص ۲۱۷) مسند الفاروق لابن کثیر (ص ۱۶۵، ۱۶۶) ونصب الرایۃ (ج ۱ ص ۴۱۶) وغیرہ میں موجود ہے۔

نیز دیکھئے نور العینین، طبع دوم (ص ۱۹۴۔۲۰۳)

الخطاب عن النبي ﷺ وعن جابر بن عبدالله عن النبي ﷺ وعن أبي هريرة عن النبي ﷺ وعن عبدالله بن عمير عن أبيه عن النبي ﷺ وعن ابن عباس عن النبي ﷺ وعن أبي موسى عن النبي ﷺ أنه كان يرفع يديه عند الركوع و إذا رفع رأسهٔ ، قال البخاري: وفيما ذكرنا كفاية لمن يفهمه إن شاء الله تعالیٰ.

بن عبداللہ ، ابو ہریرہ ،عبداللہ بن عمیر ، ابن عباس اور ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ بے شک آپ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔ (امام) بخاری نے کہا: جو سوجھ بوجھ رکھتا ہے اس کے لئے یہی کافی ہے جو ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(**۲۸**) أنا محمد بن مقاتل: ثنا عبدالله عن ابن جريج قراءة قال: أخبرني الحسن بن مسلم أنه سمع طاوساً يسأل عن رفع اليدين فى الصلاة قال: رأيت عبدالله و عبدالله و عبدالله يرفعون أيديهم فى الصلاة، لعبد الله بن عمر و عبدالله بن عباس و عبدالله بن الزبير، قال طاوس: فى التكبيرة الأولى التي للإستفتاح باليدين أرفع مما سواهما بالتكبير، قلت لعطاء:

[۲۸] ہمیں محمد بن مقاتل نے خبر دی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے حدیث بیان کی، ابن جریج سے بذریعہ قراءت (یعنی یہ روایت ابن جریج کو پڑھ کر سنائی گئی ، ابن جریج نے) کہا: مجھے حسن بن مسلم نے خبر دی انہوں نے طاوس کو (فرماتے ہوئے) سنا (جب) اُن سے نماز میں رفع یدین کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا۔ تو (طاوس نے) کہا: میں نے عبداللہ اور عبداللہ اور عبداللہ کو نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یعنی عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن الزبیر۔ طاوس نے شروع نماز کی پہلی تکبیر کے بارے میں ہاتھوں سے بتایا کہ دوسری تکبیروں سے اسے زیادہ بلند اٹھاؤ۔ (ابن جریج نے کہا) میں نے عطاء (بن ابی رباح)

أبلغكم أن التكبيرة الأولى أرفع مما سواهما من التكبير؟ قال: لا.

سے پوچھا: کیا آپ کو یہ بات (اسلاف سے) پہنچی ہے کہ پہلی تکبیر میں دوسری تکبیروں کی بہ نسبت (رفع یدین) زیادہ بلند اٹھایا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں [1]

قال البخاري: و لو تحقق حديث مجاهد أنه لم ير ابن عمر يرفع يديه لكان حديث طاوس و سالم و محارب بن دثار و أبي الزبير حين رأوه أولى لأن ابن عمر رواه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يكن يخالف الرسول صلى الله عليه وسلم مع ماروا ه أهل العلم من أهل مكة والمدينة واليمن والعراق يرفع يديه.

(امام) بخاری نے کہا: اگر مجاہد (سے منسوب ابوبکر بن عیاش) کی حدیث ثابت ہو جائے کہ انہوں نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو طاوس، سالم، محارب بن دثار اور ابو الزبیر کی (بیان کردہ) حدیثیں زیادہ راجح ہوں گی کیونکہ انہوں نے (ابن عمر کو رفع یدین کرتے ہوئے) دیکھا ہے۔ [2]

(دوسری وجہ یہ ہے کہ) ابن عمر نے اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ مزید یہ کہ مکہ، مدینہ، یمن اور عراق کے علماء نے روایت کیا ہے کہ آپ رفع یدین کرتے تھے۔

(٢٩) حتى لقد حدثني مسدد قال: ثنا يزيد بن زريع عن شعبة عن قتادة عن الحسن [ق ٦] قال: كان

[٢٩] حتیٰ کہ یقیناً مجھے حدیث بیان کی مسدد نے، کہا: ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔

[2] اس پر تفصیلی کلام حدیث نمبر ١٦ کے تحت گزر چکا ہے کہ ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ثابت ہی نہیں ہے۔ والحمد للہ

أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كأنما أيديهم المراوح يرفعو نها إذا ركعوا وإذا رفعوا رؤوسهم.

سے انہوں نے حسن (بصری) سے۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے صحابہ جب رکوع کرتے اور جب (رکوع سے) اپنے سر اٹھاتے تو اس طرح رفع یدین کرتے تھے گویا ان کے ہاتھ پنکھے ہیں۔ ❶

(۳۰) حدثنا موسى بن إسماعيل: ثنا أبو هلال عن حميد بن هلال قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا صلوا كان أيديهم حيال آذانهم (كأنها) المراوح.

[۳۰] ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں ابو ہلال نے حمید بن ہلال سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے صحابہ جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ اس طرح کانوں تک (بلند) ہوتے تھے گویا کہ پنکھے ہیں۔ ❷

قال البخاري: فلم يستثن الحسن وحميد بن هلال أحداً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم دون أحد

(امام) بخاری نے کہا: حسن (بصری) اور حمید بن ہلال نے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ (یعنی ان دونوں تابعین کے نزدیک تمام صحابہ کرام بغیر کسی

---

❶ صحیح

تنبیہ نمبر۱: اصل مخطوطے میں ''شعبہ'' ہے جبکہ دوسرے مخطوطے میں ''سعید'' یعنی ابن ابی عروبہ ہے۔

تنبیہ نمبر۲: یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

تنبیہ نمبر۳: شعبہ کی قتادہ سے روایت صحیح ہوتی ہے لہٰذا قتادہ کی تدلیس کا اعتراض مردود ہے۔

تنبیہ نمبر۴: ابوداود (ج۱ص۱۱۰) کی جس روایت میں ''إلى صدورهم'' افتتاح نماز میں سینوں تک رفع یدین کا ذکر ہے قاضی شریک الکوفی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❷ یہ روایت حسن ہے۔ ابو ہلال محمد بن سلیم البصری ضعیف ہے۔ (دیکھئے تحفۃ الاقویاء ص ۹۸ والحدیث حضرو: ۱۶ ص ۱۷) لیکن سابقہ شاہد کے ساتھ یہ روایت حسن ہے۔ والحمدللہ۔

تنبیہ: طبعہ اولیٰ میں ابو ہلال کے بارے میں غلطی سے حسن الحدیث وغیرہ کے الفاظ چھپ گئے تھے۔ جن لوگوں کے پاس طبعہ اولیٰ ہے وہ اصلاح کر لیں۔

استثناء کے رفع یدین کرتے تھے۔)

(۳۱) حـدثـنـا محمد بن مقاتل: أنا عبدالله: أنا زائدة بن قدامة: ثنا عاصم بن كليب الجرمي: ثنا أبي أن وائل بن حجر أخبره قال قلت: لأنظرن إلى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي؟ قال: فنظرت إليه فقام فكبر و رفع يديه ثم لما أرادأن يركع رفع يديه مثلها ثم رفع رأسه فرفع يديه مثلها، ثم جئت بعد ذلک في زمان فيه برد عليهم جل الثياب تحرک أيديهم من تحت الثياب.

[۳۱] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے خبر دی: ہمیں زائدہ بن قدامہ نے خبر دی: ہمیں عاصم بن کلیب الجرمی نے حدیث بیان کی: ہمیں میرے ابا (کلیب) نے حدیث بیان کی، بے شک وائل بن حجر نے اسے خبر دی، (وائل نے) کہا: میں نے کہا: میں ضرور بالضرور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز دیکھوں گا۔ کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں؟ (وائل نے) کہا: پھر میں نے آپ کو دیکھا: آپ کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔ پھر (رکوع سے) سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔ پھر اس کے بعد میں سردیوں کے زمانے میں آیا، صحابہ کرام پر (سردی کی وجہ سے) چادریں تھیں۔ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے (رفع یدین کے لئے) حرکت کر رہے تھے [1]

قال البخاري: و لم يستثن وائل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أحداً إذا صلوا مع النبي صلى الله عليه وسلم أنه لم يرفع يديه.

(امام) بخاری نے کہا: وائل نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ میں سے کسی ایک کا استثناء نہیں کیا کہ جب وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کسی (ایک صحابی) نے (بھی) رفع یدین نہیں کیا۔

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔ اسے ابن خزیمہ (۴۸۰، ۱/۲۴۷) ابن حبان (موارد ۴۸۵) اور ابن الجارود (۲۰۸) نے صحیح قرار دیا ہے۔

(۳۲) قال البخاري: ويروى عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمٰن بن الأسود عن علقمة قال: قال ابن مسعود: ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلّى ولم يرفع يديه إلا مرة.

[۳۲] بخاری نے کہا: سفیان (ثوری) سے عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ (کی سند) سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ابن مسعود نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ بتاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی تو ایک دفعہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ [1]

و قال أحمد بن حنبل عن يحيى بن آدم: نظرت في كتاب عبدالله بن إدريس عن عاصم بن كليب ليس فيه "ثم لم يعد" فهذا أصح لأن الكتاب أحفظ عند أهل العلم لأن الرجل ربما حدث بشيءٍ ثم يرجع إلى الكتاب فيكون كما في الكتاب.

اور احمد بن حنبل نے یحییٰ بن آدم سے بیان کیا کہ: میں نے عبداللہ بن ادریس کی عاصم بن کلیب سے کتاب میں دیکھا ہے۔ اس میں: پھر دوبارہ نہیں کیا، کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور (عبداللہ بن ادریس کی) یہ روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ علماء کے نزدیک کتاب زیادہ محفوظ ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمی بعض اوقات کوئی بات کرتا ہے پھر جب (اپنی کتاب) کی طرف رجوع کرتا ہے تو (صحیح) وہی ہوتا ہے جو کتاب میں ہے۔

(۳۳) حدثنا الحسن بن الربيع: ثنا ابن إدريس

[۳۳] ہمیں الحسن بن الربیع نے حدیث بیان کی: ہمیں ابن ادریس نے حدیث بیان

---

[1] یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے التنکیل لما فی تانیب الکوثری من الاباطیل (ج ۲ ص ۲۰) رفع یدین کے منکر دیوبندی نے ایک حدیث کو ابوزبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۵۶ بالکل یہی حال سفیان ثوری کی تدلیس کا ہے۔

تنبیہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آنے والی حدیث (نمبر ۳۳) "رفع یدین کیا پھر رکوع کیا" سے ثابت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع سے پہلے والا رفع یدین کرتے تھے۔ والحمد للہ

عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمٰن بن الأسود: ثنا علقمة أن عبدالله قال: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة فقام فكبر و رفع يديه ثم ركع فطبق يديه جعلهما بين ركبتيه فبلغ ذلک سعداً فقال: صدق أخي، قد كنا نفعل ذلک في أول الإسلام ثم أمرنا بهذا.

کی عاصم بن کلیب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن الاسود سے: ہمیں علقمہ نے حدیث بیان کی۔ بے شک عبداللہ (بن مسعود) نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھلائی ہے۔ پس وہ کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ پھر رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو تطبیق کرتے ہوئے اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ دیا۔

پھر سعد (بن ابی وقاص) کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: میرے بھائی نے سچ کہا ہے۔ہم اسلام کے ابتدائی دور میں اسی طرح کرتے تھے پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا (کہ اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھیں) [1]

قال البخاري: و هذا المحفوظ عند أهل النظر من حديث عبدالله بن مسعود.

بخاری نے کہا: محقق علماء کے نزدیک عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں سے یہی روایت محفوظ ہے۔ [2]

(٣٤) حدثنا الحميدي: ثنا سفيان عن يزيد بن أبي زياد ههنا عن ابن أبي ليلى عن البراء

[۳۴] ہمیں حمیدی نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے یزید بن ابی زیاد سے حدیث بیان کی یہاں (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء (بن عازب)

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔ اسے ابن خزیمہ (۱۹۶) دارقطنی (۱/ ۳۳۹) اور ابن الجارود (۱۹۶) نے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح مسلم (۵۳۴) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے۔

[2] کیونکہ دوسری روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف و غیر محفوظ ہے۔

أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه إذا كبر.

قال سفيان: لما كبر الشيخ لقنوه "ثم لم يعد."

قال البخاري: كذلك روى الحفاظ من سمع من يزيد بن أبي زياد قديماً منهم: الثوري و شعبة و زهير ليس فيه: ثم لم يعد.

سے کہ بے شک نبی ﷺ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

سفیان (بن عیینہ) نے کہا: جب (یزید بن ابی زیاد) بوڑھا شیخ بن گیا تو (نامعلوم) لوگوں نے اسے "پھر دوبارہ نہیں کیا" کے الفاظ بذریعہ تلقین رٹا دیئے۔ [1]

(امام) بخاری نے کہا: اس طرح، یزید بن ابی زیاد سے قدیم زمانے میں سننے والے حفاظِ حدیث (مثلاً) ثوری، شعبہ اور زہیر نے روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے "پھر دوبارہ نہیں کیا" کے الفاظ بیان نہیں کئے۔

(۳۵) حدثنا محمد بن يوسف: ثنا سفيان عن يزيد بن أبي زياد عن ابن أبي ليلى عن البراء قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا كبر حذو أذنيه.

[۳۵] ہمیں محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے یزید بن ابی زیاد سے حدیث بیان کی، اس نے (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء (بن عازب) سے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب تکبیر کہتے تو کانوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ [2]

---

[1] یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یزید مذکور ضعیف، مدلس، مختلط اور شیعہ تھا۔ دیکھئے کتب اسماء الرجال، محدثین کرام کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے دیکھئے التلخیص الحبیر (ج۱ ص۲۲۱)

بعض لوگوں نے یزید بن ابی زیاد کی متابعت تلاش کرنے کی کوشش کی ہے مگر متابعت کا راوی محمد بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے دیکھئے حدیث نمبر ۳۶۔

[2] ضعیف ہے دیکھئے حدیث نمبر ۳۴۔ ایک دیوبندی نے "جزء رفع الیدین" پر اپنی تعلیق میں لکھا ہے کہ "پھر یزید بن ابی زیاد سے دس شاگردوں نے اس کو مکمل متن سے روایت کیا ہے (۸) شعبۃ ۱۶۰ھ (مسند احمد ج۴ ص۳۰۳)" (ص۲۹۷) حالانکہ مسند احمد ج۴ ص۳۰۳ حدیث نمبر ۱۸۸۹۲ پر شعبہ کی روایت کا متن درج ذیل ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر☆)

(٣٦) قال البخاري: وروى وكيع عن ابن أبي ليلٰى عن أخيه عيسى والحكم بن عتيبة عن ابن أبي ليلٰى عن البراء قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم برفع يديه إذا كبر ثم لم يرفع.

[٣٦] بخاری نے کہا: اور وکیع نے (محمد بن عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے بھائی عیسیٰ اور حکم بن عتیبہ سے انہوں نے (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء (بن عازب) سے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے آپ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❶

قال البخاري: و إنّماروى ابن أبي ليلٰى هذا من حفظه، فأما من حدّث عن ابن أبي ليلٰى من كتابه فإنما حدّث [ق ٧] عن ابن أبي ليلٰى عن يزيد فرجع الحديث إلى تلقين يزيد والمحفوظ ماروى عنه الثوري و شعبة و ابن عيينة قديماً.

(امام) بخاری نے کہا: (محمد) بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت صرف اپنے حافظے سے (زبانی) بیان کی ہے۔ جس شخص نے (محمد) بن ابی لیلیٰ کی کتاب سے حدیث بیان کی ہے تو اس نے (محمد) بن ابی لیلیٰ سے صرف یزید (بن ابی زیاد) سے یہ روایت بیان کی ہے پس یہ حدیث یزید (بن ابی زیاد) کی تلقین تک واپس لوٹ گئی ہے۔ اور محفوظ وہی ہے جو ثوری، شعبہ، اور ابن عیینہ نے (یزید سے اس کے) قدیم زمانے میں بیان کیا ہے۔

(☆بقیہ حاشیہ) "رأيت رسول الله ﷺ حين افتتح الصلوة رفع يديه "یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

اس روایت میں پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ وغیرہ کے الفاظ قطعاً نہیں ہیں۔ لہٰذا دیوبندی مذکور کی "مکمل متن" والی بات سو فیصد جھوٹ ہے۔

❶ یہ روایت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں: "فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور." پس وہ میرے نزدیک ضعیف ہے۔ جیسا کہ جمہور کا فیصلہ ہے۔ (فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸)

(۳۷) قال البخاري: وأما احتجاج بعض من لا يعلم بحديث وكيع عن الأعمش عن المسيب ابن رافع عن تميم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال: دخل علينا النبي صلى الله عليه وسلم ونحن رافعي أيدينا في الصلاة فقال: مالي أراكم رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكنوا في الصلاة، فإنما كان هذا في التشهد لا في القيام كان يسلم بعضهم على بعض فنهى النبي صلى الله عليه وسلم عن رفع الأيدي في التشهد

[۳۷] بخاری نے کہا: بعض بے علم لوگوں کا وکیع کی اس حدیث سے حجت پکڑنا جو اعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفہ عن جابر بن سمرہ (کی سند) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم نے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھا رکھے تھے تو آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں تم نے اپنے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں گویا کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔ [1] یہ روایت تو صرف تشہد کے بارے میں ہے قیام کے بارے میں نہیں ہے۔ بعض لوگ (نماز میں) دوسرے لوگوں کو (ہاتھوں کے اشارے سے) سلام کہتے تھے تو نبی ﷺ نے تشہد میں ہاتھ اٹھانے سے منع فرمادیا۔

---

[1] یہ صحیح حدیث ہے۔

اسے امام مسلم (۴۳۰، ۴۳۱) نے بھی روایت کیا ہے تمیم بن طرفہ کی اس روایت میں ''وهم قعود'' اور وہ بیٹھے ہوئے تھے، کی صراحت ہے (مسند احمد ج ۵ ص ۹۳) محمود حسن دیوبندی نے کہا: ''باقی اذناب الخیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارے میں ہے۔''

(الورد الشذی ص ۶۳ تقاریر شیخ الہند ص ۶۵)

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ''لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے۔'' الخ (درس ترمذی ج ۲ ص ۳۶) یہاں حنفیہ سے مراد فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بریلویہ ہے جبکہ یہ دونوں اصل میں حنفی نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ محمود حسن اور تقی عثمانی کے نزدیک جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنے والے لوگ بے انصاف (اور ظالم) ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص ۹۲۔ ۹۵ وطبع دوم ص ۲۱۹، ۲۲۱)

ولا يحتج بهذا من له حظ من العلم، هذا معروف مشهور لااختلاف فيه. و لو كان كما ذهب إليه لكان رفع الأيدي في أول التكبيرة و أيضاً تكبيرات صلاة العيدين منهياً عنها لأنه لم يستثن رفعاً دون رفع و قدبينه حديث.

جس کے پاس علم کا تھوڑا سا حصہ ہی ہے وہ اس روایت سے (ترک رفع یدین پر) حجت نہیں پکڑتا۔ یہ بات (تمام علماء میں) مشہور ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور اگر وہی بات ہوتی جس کی طرف یہ (جاہل ومنکرِ رفع یدین) گیا ہے تو (نماز کی) پہلی تکبیر اور تکبیرات عیدین میں بھی رفع یدین منع ہو جاتا کیونکہ اس روایت میں کسی رفع یدین کا استثناء نہیں کیا گیا ہے اور اس بات کو (آنے والی) حدیث نے بیان کر دیا ہے۔

(۳۸) حدثناه أبو نعيم : ثنا مسعر عن عبيدالله بن القبطية قال: سمعت جابر بن سمرة يقول: كنا إذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم قلنا: السلام عليكم، السلام عليكم و أشار مسعر بيده فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ما بال هؤلاء يؤمون بأيديهم كأنها أذناب خيل شمس، إنما يكفي أحدهم أن يضع يده على فخذه ثم يسلم على أخيه من عن يمينه و من عن شماله

[۳۸] ہمیں ابونعیم نے یہ حدیث بیان کی : ہمیں مسعر نے حدیث بیان کی عبیداللہ بن القبطیہ سے، انہوں نے کہا میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے السلام علیکم السلام علیکم اور مسعر (راوی) نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے یہ اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارے کر رہے ہیں جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ ہر آدمی اپنے ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں طرف سلام

پھیر دے۔ 1

قال البخاري: فليحذر امرؤ أن يتأول أو يقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم مالم يقل، قال الله عزوجل: ﴿فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم.﴾ [النور:٦٣]

(امام) بخاری نے کہا: اس آدمی کو ڈرنا چاہئے جو رسول اللہ ﷺ پر ایسی بات کہتا ہے یا ایسی (باطل) تاویل کرتا ہے۔ جو کہ آپ نے نہیں کہی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں اُن پر فتنہ (شرک وکفر) اور دردناک عذاب نہ آ جائے۔

(٣٩) حدثنا محمد بن يوسف: ثنا سفيان عن عبدالملك قال: سألت سعيد بن جبير عن رفع اليدين في الصلاة فقال هو شيء تزين به صلاتك.

[٣٩] ہمیں محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی عبدالملک (بن ابی سلیمان) سے انہوں نے کہا: میں نے سعید بن جبیر سے نماز میں رفع یدین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ تو اپنی نماز کو (خوبصورت و) مزین کرتا ہے۔ 2

(٤٠) أخبرنا محمود: أنا عبدالرزاق أنا ابن جريج: أخبرني نافع أن ابن عمر

[٤٠] ہمیں محمود (بن غیلان) نے خبر دی: ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی: ہمیں ابن جریج

---

1 صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ٣٧۔

2 صحیح ہے۔ امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (٢/٧٥) میں صحیح سند کے ساتھ اسی روایت میں سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام شروع نماز، رکوع کے وقت اور (رکوع سے) سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔ اسے نووی نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ (المجموع شرح المہذب ٣/٤٠٥)

بیہقی کا راوی یعقوب بن یوسف الاخرم مشہور امام اور ثقہ تھا دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ٥ ص ٢٣٠) والتقیید لابن نقطہ (ص ١٢٥ رقم ١٤١) ونور العینین (ص ١٢٦) لہٰذا بعض کذابین کا یعقوب کو چودھویں پندرھویں صدی میں غیر موثق سمجھنا مردود ہے۔

كان يكبر بيديه حين يستفتح و حين يركع و حين يقول سمع الله لمن حمده و حين يرفع رأسه من الركوع و حين يستوي قائماً. قلت لنافع: كان ابن عمر يجعل الأولى أرفعهن؟ قال: لا.

نے خبر دی: مجھے نافع نے خبر دی، بے شک ابن عمر جب (نماز) شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور جب (دوسری رکعت سے) سیدھے کھڑے ہو جاتے (تو رفع یدین کرتے) میں نے نافع سے کہا: کیا ابن عمر پہلے رفع یدین کو، دوسروں سے زیادہ بلند کرتے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں ❶

قال أبو عبدالله : ولم يثبت عند أهل النظر ممن أدركنا من أهل الحجاز وأهل العراق منهم عبدالله بن الزبير و علي بن عبدالله بن جعفر و يحيي ابن معين و أحمد بن حنبل و إسحق ابن راهويه، هؤلاء أهل العلم من (بين) أهل زمانهم فلم يثبت عند أحد منهم علم في ترك رفع الأيدي عن النبي صلى الله عليه وسلم و لا عن أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أنه لم يرفع يديه.

(امام) ابوعبداللہ (بخاری) نے فرمایا: ہم نے حجاز و عراق کے جتنے محقق علماء کو پایا ہے (مثلاً) ان میں عبداللہ بن الزبیر (الحمیدی) علی بن عبداللہ بن جعفر (المدینی) یحیٰی بن معین، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ہیں۔ یہ اپنے زمانے کے (بڑے) علماء تھے۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع یدین کا علم نہ تو نبی ﷺ سے (ثابت) ہے اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔

(٤١) حدثنا محمد بن مقاتل: ثنا عبدالله:

[۴۱] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔

تنبیہ نمبر۱: یہ روایت مصنف عبدالرزاق (۲/ ۶۸ ح ۲۵۲۰) میں بھی موجود ہے۔

تنبیہ نمبر۲: محمود بن غیلان زبردست ثقہ امام تھے انہیں مجہول کہنا غلط ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ

تنبیہ نمبر۳: دوسری رکعت سے (من مثنیٰ) کے الفاظ مصنف عبدالرزاق میں لکھے ہوئے ہیں اور مصنف میں یہ اضافہ بھی ہے کہ: ولم يكن يكبر بيديه إذا رفع رأسه من السجدتين.

نا هشام عن الحسن و ابن سيرين أنهما كانا يقولان: إذا كبر أحدكم للصلاة فليرفع يديه حين يكبر و حين يرفع رأسه من الركوع و كان ابن سيرين يقول: هو من تمام الصلاة.

کی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے حدیث بیان کی: ہمیں ہشام (بن حسان) نے حسن (بصری) اور (محمد) بن سیرین سے حدیث بیان کی، وہ دونوں فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی، نماز کے لئے تکبیر کہے تو اسے تکبیر کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا چاہئے۔ اور ابن سیرین فرماتے تھے کہ یہ (رفع یدین) نماز کی تکمیل میں سے ہے۔ ❶

(۴۲) حدثنا أبو اليمان: أنبأ شعيب عن الزهري عن سالم بن عبدالله أن ابن عمر قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم إذا افتتح التكبير فى الصلا ة رفع يديه حين يكبر حتى يجعلهما حذو منكبيه و إذا كبر للركوع فعل مثل ذلك و إذا قال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذلك و قال: ربنا لك الحمد و لا يفعل ذلك حين يسجد

[۴۲] ہمیں ابوالیمان نے حدیث بیان کی: ہمیں شعیب (بن ابی حمزہ) نے زہری سے خبر دی، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، بے شک ابن عمر نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپ جب نماز میں تکبیر افتتاح کہتے تو تکبیر کے وقت اپنے دونوں کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو اسی طرح کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے: ربنا لک الحمد، اور جب سجدہ کرتے تو ایسا نہ کرتے تھے اور جب سجدے

---

❶ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ہشام بن حسان مدلس تھے اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔

تنبیہ نمبر۱: عبداللہ سے مراد عبداللہ بن المبارک ہے دیکھئے حدیث نمبر ۲۵۔ لہٰذا بعض کذابین کا عبداللہ سے عبداللہ بن لہیعہ مراد لینا غلط ہے۔

تنبیہ نمبر۲: ہشام بن حسان، حسن بصری کے مشہور شاگردوں میں سے ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔

و لا حين يرفع رأسه من السجود.

قال البخاري: و كان ابن المبارك يرفع يديه و هو أكثر أهل زمانه علماً فيما نعرف فلو لم يكن عند من لا يعلم من السلف علماً فاقتدى بابن المبارك فيما اتبع الرسول وأصحابه و التابعين لكان أولى به من أن يثبته بقول من لا يعلم و العجب أن يقول أحدهم بأن ابن عمر كان صغيراً في عهد رسول الله صلى الله [ق ٨] عليه وسلم و لقد شهد النبي صلى الله عليه وسلم لا بن عمر بالصلاح.

سے سر اٹھاتے تو بھی نہیں کرتے تھے۔ ❶

(امام) بخاری نے کہا: اور ابن المبارک رفع یدین کرتے تھے اور ہمارے علم کے مطابق وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ پس جس بے علم کے پاس سلف (صالحین) کا علم نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ ابن المبارک کی اقتداء (بالدلیل) کرے۔ اس میں جس میں (ابن المبارک نے) رسول (ﷺ) آپ کے صحابہ اور تابعین کی اتباع کی ہے۔ یہ اس کے لئے بہتر ہے اس سے کہ وہ بے علم لوگوں کے اقوال کو (شعبدہ بازی سے) ثابت کرتا پھرے۔ ❷

اور اس بات پر تعجب ہے کہ ان (بے علموں) میں سے کوئی یہ کہتا ہے کہ ابن عمر، نبی ﷺ کے زمانے میں چھوٹے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ابن عمر کے (رجل) صالح ہونے کی گواہی دی ہے۔

(٤٣) حدثنا يحيى بن سليمان:

[۴۳] ہمیں یحییٰ بن سلیمان نے حدیث

---

❶ صحیح ہے۔
یہ روایت صحیح البخاری (۷۳۸) وغیرہ میں موجود ہے۔ اس حدیث میں زہری کے سالم سے سماع کی تصریح اسی کتاب میں بھی موجود ہے دیکھئے حدیث نمبر ۴۷۔

❷ امام ابن المبارک کا رفع یدین کرنا صحیح و متواتر ہے دیکھئے سنن الترمذی اور یہی کتاب، حاشیہ نمبر ۲ حدیث نمبر ۴۶۔ ص ۴۵۔

ثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله عن أبيه عن حفصة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن عبدالله بن عمر رجل صالح.

بیان کی: ہمیں ابن وہب نے یونس (بن یزید الایلی) سے حدیث بیان کی، انہوں نے ابن شہاب (الزہری) سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے ابا (عبداللہ بن عمر) سے انہوں نے (ام المومنین) حفصہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک عبداللہ بن عمر نیک مرد ہے۔ 1

(٤٤) حدثنا علي بن عبدالله: ثنا سفيان قال قال عمرو: قال ابن عمر: إني لأذكر عمر حين أسلم فقالوا: صبأ عمر، صبأ عمر، فجاء العاصي بن وائل فقال: صبأ عمر صبأ عمر، فمه؟ فأنا له جار، فتركوه.

[۴۴] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: عمرو (بن دینار) نے کہا: (عبداللہ) بن عمر نے فرمایا: مجھے یاد ہے جب (میرے ابا) عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔ تو (کافر و مشرک) لوگوں نے کہا: عمر صابی ہو گئے، عمر صابی (بے دین) ہو گئے۔ پھر عاصی بن وائل آیا تو اس نے کہا: عمر صابی ہو گئے، عمر صابی ہو گئے، تو کیا ہوا؟ میں ان کا پڑوسی (اور مددگار) ہوں۔ تو لوگوں نے آپ (عمر) کو چھوڑ دیا۔ 2

قال البخاري: قال سعيد بن المسيب: لو شهدت لأحد أنه من أهل الجنة

(امام) بخاری نے کہا: سعید بن المسیب نے فرمایا: اگر میں کسی کے جنتی ہونے کی گواہی

---

1 صحیح ہے۔ اسے بخاری (۳۷۴۰، ۳۷۴۱) نے صحیح بخاری میں بھی روایت کیا ہے۔

2 اسے امام بخاری نے صحیح بخاری (۳۸۶۵) میں بھی اسی سند سے روایت کیا ہے۔

لشهدت لا بن عمر رضي الله تعالىٰ عنـه وقال جابر بن عبدالله: لم يكن أحد ألزم لطريق النبي صلى الله عليه وسلـم ولا أتبـع مـن ابن عمر رضي الله عنه.

دیتا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے کی گواہی دیتا اور جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ابن عمر سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑنے والا اور سب سے زیادہ آپ کی اتباع کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔ اور (امام)

و قـال البـخاري: وطعن بعض من لا يعـلـم في وائل بن حجر، أن وائل بن حجـر من أبناء ملوك اليمن و قدم علـى الـنبي صـلـى الله عليه وسلم فـأكـرمه وأقطع له أرضاً و بعث معه معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه.

بخاری نے فرمایا: اور بعض بے علم لوگوں کا وائل بن حجر کے بارے میں طعن کرنا (مردود ہے) بے شک وائل بن حجر یمن کے بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو آپ نے اُن کی عزت و تکریم کی تھی اور انہیں زمین کا ایک ٹکڑا عطا کیا تھا اور ان کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

(٤٥) أخبـرنـا حـفـص بـن عـمر: ثنا جـامـع بـن مـطر عن علقمة بن وائل عـن أبيـه أن الـنبي صلى الله عليـه وسلم أقطع له أرضاً بحضرموت.

[۴۵] ہمیں حفص بن عمر نے خبر دی، ہمیں جامع بن مطر نے حدیث سنائی علقمہ بن وائل سے وہ اپنے ابا (وائل بن حجر) سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرموت (کے علاقے) میں زمین کا ایک ٹکڑا عطا کیا تھا۔ [1]

قـال البـخاري: وقصة وائل بن حجر مشهورة عند أهل العلم

(امام) بخاری نے فرمایا: وائل بن حجر کا قصہ، (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے آنے کے بارے میں [بطور پیش گوئی] بیان کرنا، اور عطا کرنا) علماء کے ہاں مشہور و معروف ہے۔

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ (۱۳۸۱)

وما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم في أمره وما أعطاه معروف بذها به إلى النبي صلى الله عليه وسلم مرة بعد مرة.

وہ نبی ﷺ کے پاس یکے بعد دیگرے جاتے رہے اور اگر ابن مسعود، براء (بن عازب) اور جابر (بن سمرہ) کی سند سے نبی ﷺ سے کوئی چیز ثابت ہوتی۔ تو ان بے علم لوگوں کی تعلیل میں (مردود) ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ

ولو ثبت عن ابن مسعود والبراء وجابر عن النبي صلى الله عليه وسلم شيء لكان في علل هؤلاء (الذين) لا يعلمون أنهم يقولون إذا ثبت الشيء عن النبي صلى الله عليه وسلم أن رؤساء نالم يأخذوا بهذا و ليس هذا بمأخوذ فما يريدون الحديث إلا تعللاً برأيهم و لقد قال وكيع: من طلب الحديث كما جاء فهو صاحب سنة و من طلب الحديث ليقوى هواه فهو صاحب بدعة. يعني أن الإنسان ينبغي أن يُلقى رأيه لحديث النبي صلى الله عليه وسلم حيث ثبت الحديث ولا يعتل ❁ بعلل لا تصح.

اگر نبی ﷺ سے کوئی (ایسی) چیز ثابت ہو جائے جسے ہمارے (منکرین حدیث) بڑوں نے نہیں کیا تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ لوگ حدیث کو صرف اپنی رائے کی علت (وتائید) کے لئے ہی لیتے ہیں۔

اور وکیع نے فرمایا: جو آدمی حدیث کو اسی طرح طلب کرے جس طرح کہ وہ (اس تک) پہنچی ہے تو یہ شخص سُنی ہے اور جو شخص اپنی خواہشات کی تقویت کے لئے حدیث طلب کرتا (اور پڑھتا ہے) تو ایسا شخص بدعتی ہے۔

یعنی انسان کو نبی ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کو پھینک دینا چاہیے جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے۔ اور حدیث کو غلط علتوں (اور ہتھکنڈوں) سے رد نہیں کرنا چاہیے۔

(٤٦) و قد ذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم: لايؤمن أحد كم حتى يكون هواه تبعاً لما جئت به.

[۴۶] اور نبی ﷺ سے ذکر کیا گیا ہے کہ (آپ نے فرمایا) تم میں سے ہر شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے

❁ وفي مخطوطة أخرى "يعلل" ق ١٨.

تابع نہ ہو جائیں۔ ❶

وقد قال معمر: أهل العلم كان الأول فالأول أعلم و هؤلاء الآخر فلآخر عندهم أعلم، و لقد قال ابن المبارك: كنت أصلي إلى جنب النعمان فرفعت يدي فقال لي: ما خشيت أن تطير؟ فقلت: إن لم أطر في أوله لم أطر في الثانية.

معمر (بن راشد) نے کہا: اہل علم کے نزدیک جو لوگ (اسلام میں) جتنے پہلے گزرے ہیں وہ (اپنے پچھلوں سے) زیادہ علم والے تھے اور ان (منکرین حدیث) کے نزدیک جتنے بعد والے ہیں وہ (پہلوں سے) زیادہ عالم ہیں۔(!) اور (عبداللہ) بن المبارک نے کہا: میں نعمان (بن ثابت یعنی ابو حنیفہ) کے پہلو میں (ساتھ ساتھ) نماز پڑھ رہا تھا تو میں نے رفع یدین کیا۔ انہوں نے (نعمان) نے مجھے کہا: مجھے ڈر نہیں ہوا (مگر یہ کہ) آپ اڑ جائیں گے۔ تو میں نے کہا: جب میں پہلے (رفع یدین) میں نہیں اڑا تو دوسری میں بھی نہیں اڑ سکتا تھا۔

قال وكيع: رحم الله تعالىٰ على ابن المبارك كان حاضر الجواب فتحير الآخر، و هذا أشبه من الذين يتما دون في غيهم إذا لم ينصروا.

(اس واقع کے راوی) وکیع نے کہا: اللہ تعالیٰ ابن المبارک پر رحم کرے وہ (بڑے) حاضر جواب تھے، پس دوسرا شخص حیران رہ گیا (اور کوئی جواب نہ دے سکا)

یہ ان لوگوں کا حال ہوتا ہے جو اپنی گمراہی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں جبکہ (کہیں

---

❶ یہ روایت ہشام بن حسان کی تدلیس اور ''غیرہ'' کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم عام دلائل اس کے مؤید ہیں۔

تنبیہ: یہ روایت کتاب السنۃ لابن ابی عاصم (۱۵) اور ذم الکلام للھروی (ص ۹۶) وغیرہ میں باسند موجود ہے۔

سے بھی) ان کی تائید نہیں ہوتی۔ ❶

(٤٧) حدثنا عبدالله بن صالح: حدثني الليث: حدثني يونس عن ابن شهاب: أخبرني سالم بن عبدالله أن عبدالله. يعني ابن عمر. قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه ثم يكبر و يفعل ذلك حين يرفع رأسه من الركوع و يقول سمع الله لمن حمده و لا يرفع حين يرفع رأسه من السجود.

[٤٧] ہمیں عبداللہ بن صالح نے حدیث بیان کی: مجھے لیث (بن سعد) نے حدیث بیان کی: مجھے یونس (بن یزید الایلی) نے حدیث بیان کی، ابن شہاب (زہری) سے: مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی بے شک عبداللہ یعنی ابن عمر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر تکبیر کہتے۔
اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے: سمع اللہ لمن حمدہ اور آپ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❷

(٤٨) حدثنا أبو النعمان: حدثنا عبدالواحد بن زياد الشيباني: ثنا

[٤٨] ہمیں ابو النعمان (محمد بن فضل: عارم) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالواحد

---

❶ عبداللہ بن مبارک کے رکوع سے پہلے ہر تکبیر کے لئے جھکنے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین اور نعمان بن ثابت کے ساتھ مناظرے والی روایت صحیح سند کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔
تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ (ص ٦٦) السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل (رقم ٥١٨) تاریخ بغداد (ج ١٣ص ٤٠٥، ٤٠٦) المنتظم لابن الجوزی (ج ٨ص ١٣٦) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ٢ص ٨٢) نیز دیکھئے میری کتاب الاسانید الصحیحہ فی اخبار ابی حنیفہ (رقم ٢٩ تا ٣١)

❷ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ١٢۔
یونس بن یزید الایلی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔ اس پر جرح مردود ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔

محارب بن دثار، قال: رأيت عبدالله ابن عمر إذ افتتح الصلاة كبر و رفع يديه و إذا أراد أن يركع رفع يديه و إذا رفع رأسه من الركوع.

بن زیاد الشیبانی نے حدیث بیان کی: ہمیں محارب بن دثار نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے، تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے) ❶

(٤٩) حدثنا عياش: ثنا عبدالأعلى: ثنا عبيدالله عن نافع عن ابن عمر أنه كبر و رفع يديه و إذا قال سمع الله لمن حمده رفع يديه و يرفع ذلك ابن عمر إلى النبي صلى الله عليه و سلم.

[۴۹] ہمیں عیاش (بن الولید) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالاعلیٰ (بن عبدالاعلیٰ) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبیداللہ (بن عمر العمری) نے حدیث بیان کی، نافع سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا رفع یدین کیا اور ابن عمر نے اس (عمل) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا۔ ❷

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۲۶۔
ابوالنعمان محمد بن فضل عارم نے اختلاط کے بعد کوئی حدیث بیان نہیں کی دیکھئے تہذیب التہذیب، الکاشف للذہبی (ج ۳ ص ۷۹ ت ۱۵۹۷) ونور العینین (ص ۸۸)
لہٰذا ابوالنعمان کی تمام روایات صحیح ہیں بشرطیکہ اُن سے اوپر اور نیچے سند صحیح ہو۔ حافظ ذہبی نے فرمایا: "تغير قبل موته فما حدث"۔ "اس کا حافظہ اس کی وفات سے پہلے متغیر ہو گیا تو اس نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔" یاد رہے کہ امام بخاری کا ابوالنعمان سے سماع اس کے اختلاط سے بہت پہلے کا ہے۔ والحمدللہ

❷ صحیح ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری (۷۳۹) میں بھی موجود ہے۔ نیز دیکھئے ۵۲، ۵۳۔
تنبیہ نمبر۱: اصل قلمی نسخے میں "عیاش" لکھا ہوا ہے جو کہ ابن الولید ہے اور امام بخاری کا مشہور استاد ہے دیکھئے صحیح بخاری وتہذیب التہذیب وغیرہما۔ جبکہ ہندی مخطوطے اور تمام مطبوعہ نسخوں میں غلطی سے "حدثنا العباس بن الوليد" لکھ دیا گیا ہے۔ جزء رفع الیدین کے جس قدیم نسخہ ظاہریہ سے میں نے متن لکھا ہے وہ صحیح ترین نسخہ ہے۔ والحمدللہ

(☆بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر) =

(٥٠) حدثنا إبراهيم بن المنذر: ثنا معمر: ثنا إبراهيم بن طهمان عن أبي الزبير قال: رأيت ابن عمر حين قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تحاذي أذنيه و حين يرفع رأسه من الركوع واستوى [ق ٩] قائماً فعل مثل ذلك.

[٥٠] ہمیں ابراہیم بن المنذر نے حدیث بیان کی: ہمیں معمر (بن راشد) نے حدیث بیان کی: ہمیں ابراہیم بن طہمان نے ابو الزبیر سے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ نماز کے لئے کھڑے ہوئے (تو) رفع یدین کیا حتیٰ کہ (آپ کے ہاتھ) آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے اور جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے تو اسی طرح کیا۔ ❶

(٥١) حدثنا عبدالله بن صالح: حدثنا الليث: حدثني نافع أن عبدالله كان إذا استقبل الصلاة رفع يديه وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا قام من السجدتين كبر ورفع يديه.

[٥١] ہمیں عبداللہ بن صالح (کاتب اللیث) نے حدیث بیان کی ہمیں لیث (بن سعد) نے حدیث بیان کی: مجھے نافع نے حدیث بیان کی، بے شک عبداللہ (بن عمر) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تو) رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدوں یعنی (دو رکعتوں) سے سر اٹھاتے (تو) تکبیر کہتے

(بقیہ حاشیہ ☆)

تنبیہ نمبر۲: اس روایت پر امام ابوداؤد کی جرح مردود ہے۔ اس روایت کو امام بخاری، بغوی، ابن خزیمہ اور ابن تیمیہ وغیرہم جمہور محدثین نے صحیح کہا ہے اور یہی صحیح وصواب ہے دیکھئے نور العینین ص ٦٤۔

❶ اس کی سند حسن ہے۔

مسائل عبداللہ بن احمد (۲۴۳/۱، ۲۴۴ ح ۳۳۰) اور التمہید (۲۱۷/۹) میں اس کا شاہد بھی ہے۔

اور رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۵۲-۵۳) حدثنا موسى بن إسماعيل: ثنا حماد بن سلمة عن أيوب عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا كبر رفع يديه و إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع.

[۵۲-۵۳] ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی وہ ایوب سے وہ نافع سے وہ ابن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے تھے) ❷

(۵٤) حدثنا موسى بن إسماعيل: ثنا حماد بن سلمة: أنا قتادة عن نصر ابن عاصم عن مالك بن الحويرث أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل في الصلاة رفع يديه إلى فروع أذنيه و إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع فعل مثله .

[۵۴] ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی: ہمیں قتادہ نے عن نصر بن عاصم خبر دی (نصر بن عاصم نے) مالک بن الحویرث سے کہ بے شک نبی ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو کانوں کی لو تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو

---

❶ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۱۴۔
عبداللہ بن صالح سے جب امام بخاری اور حذاق (ماہر) محدثین روایت کریں تو وہ روایت صحیح ہوتی ہے (بشرطیکہ عبداللہ بن صالح سے اوپر اور نیچے سند صحیح ہو) دیکھئے تہذیب التہذیب، ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری وعام کتب رجال صحاح ستہ۔
لہٰذا یہاں ''کثیر الغلط'' والی جرح مردود ہے۔ نیز اس روایت کی کئی سندیں ہیں مثلاً دیکھئے حدیث نمبر ۴۹

❷ صحیح ہے۔
اسے بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار (۵۴۲/۱ ح ۷۶۳) میں موسیٰ بن اسماعیل سے بیان کیا ہے۔
تنبیہ: یہ روایت حماد بن سلمہ کے اختلاط سے پہلے کی ہے۔ دیکھئے الکواکب النیرات وغیرہ، نیز اس کے متعدد شواہد ہیں دیکھئے حدیث سابق نمبر ۴۹ وغیرہ۔ اس حدیث کو امام مسلم نے قتادہ کی سند سے روایت کیا ہے (۳۹۱/۸۶۵)

اسی طرح کرتے تھے۔ ❶

(٥٥) وثنا محمود قال قال ابن علية: أنا خالد أن أباقلابة كان يرفع يديه إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع و كان إذا سجد بدأ بركبتيه و كان إذا قام ادعم على يديه قال: وكان يطمئن في الركعة الأولى ثم يقوم و ذكر عن مالك ابن الحويرث.

[٥٥] اور ہمیں محمود نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا (اسماعیل بن ابراہیم عرف ابن علیہ نے کہا: ہمیں خالد نے خبر دی کہ بے شک ابوقلابہ جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں سے ابتداء کرتے جب اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگاتے اور پہلی رکعت میں (بیٹھ کر) اطمینان کرتے پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور وہ یہ بات مالک بن الحویرث سے بیان کرتے۔ ❷

(٥٦) أخبرنا عبدالله بن محمد: أنا أبو عامر: ثنا إبراهيم بن طهمان عن أبي الزبير عن طاوس أن ابن عباس كان إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تحاذي أذنيه =

[٥٦] ہمیں عبداللہ بن محمد (المسندی) نے خبر دی: ہمیں ابو عامر نے خبر دی: ہمیں ابراہیم بن طہمان نے حدیث بیان کی وہ ابوالزبیر سے وہ طاوس سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک ابن عباس جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے کانوں کے برابر

---

❶ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ٢٦

ابراہیم بن طہمان نے کہا: جو آدمی رفع یدین نہیں کرتا وہ ہمیں بتائے کہ شروع نماز میں کہاں سے رفع یدین کرتا ہے؟ (صحیح ابن حبان بحوالہ اتحاف المهرة لابن حجر ١٣/ ٨٩ ح ١٦٤٥٧)

❷ ضعیف ہے۔

تنبیہ: اگر محمود سے مراد محمود بن غیلان لیا جائے تو یہ سند صحیح ہے اور اگر محمود بن اسحاق الخزاعی مراد لیا جائے تو یہ سند منقطع ہے۔ اسی شک کی وجہ سے راقم الحروف نے روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

و إذا رفع رأسه من الركوع واستوى قائماً فعل مثل ذلك.

رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے تھے۔ ❶

(٥٧) حدثنا محمد بن مقاتل: أنا عبدالله: أنا إسماعيل: حدثني صالح ابن كيسان عن عبدالرحمٰن الأعرج عن أبي هريرة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه حذو منكبيه حين يكبر يفتتح الصلاة وحين يركع.

[٥٧] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے خبر دی: ہمیں اسماعیل (بن عیاش) نے خبر دی: مجھے صالح بن کیسان نے حدیث بیان کی وہ عبدالرحمٰن الاعرج سے وہ ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کی تکبیر افتتاح کہتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ ❷

(٥٨) حدثنا إسماعيل: ثنا مالك عن نافع أن عبدالله بن عمر كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه و إذا رفع رأسه من الركوع.

[٥٨] ہمیں اسماعیل (بن ابی اویس) نے حدیث بیان کی: ہمیں مالک نے حدیث بیان کی وہ نافع سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک عبداللہ بن عمر جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے

---

❶ صحیح ہے۔ اس روایت کی سند ابوالزبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن حدیث نمبر ۲۱ وغیرہ شواہد کی رُو سے یہ روایت بھی صحیح ہے۔ لہٰذا ان صحیح شواہد سے آنکھیں بند کر کے منکر رفع یدین دیوبندی کا یہ کہنا کہ ''یہ حدیث سنداً (سند کے اعتبار سے) ضعیف ہے'' محلِ نظر ہے۔

❷ یہ روایات اس متن کے ساتھ صحیح ہے۔

اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے لیکن اس کے متن کے صحیح شواہد ہیں دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (۱/۳۴۴) ونورالعینین ص ۸۴، ۸۵۔

تنبیہ: ہندی مخطوطے میں محمد بن مقاتل کے بعد ''انا عافية'' ہے جو کہ غلط ہے۔ صحیح ''انا عبدالله'' ہے جیسا کہ اصل مخطوطہ ظاہر یہ میں لکھا ہوا ہے۔

اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے تھے۔ ❶

(٥٩) حدثنا محمد بن مقاتل: أنا عبدالله: أنا ابن عجلان قال: سمعت النعمان بن أبي عياش يقول: لكل شيء زينة وزينة الصلاة أن ترفع يديك إذا كبرت وإذا ركعت وإذا رفعت رأسك من الركوع.

[٥٩] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے خبر دی: ہمیں (محمد) بن عجلان نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے نعمان بن ابی عیاش کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت یہ ہے کہ تو جب تکبیر کہے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع کرے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھائے (تو رفع یدین کرے) ❷

(٦٠) حدثنا محمد بن مقاتل: أنا عبدالله: أنا الأوزاعي: حدثني حسان ابن عطية عن القاسم بن مخيمرة

[٦٠] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے خبر دی: ہمیں اوزاعی نے خبر دی: مجھے حسان بن عطیہ نے حدیث سنائی وہ قاسم بن مخیمرہ سے بیان

---

❶ صحیح ہے۔ یہ روایت سنن ابی داود (٧٤٢) میں امام مالک کی سند سے موجود ہے نیز دیکھئے حدیث نمبر٧٣۔

تنبیہ: ہندی مخطوطے اور بعض مطبوعہ نسخوں میں ''حدثنا إسماعيل'' کے بعد ''ثنا مالک'' کے الفاظ گر گئے ہیں۔ جبکہ یہ الفاظ اصل قدیم مخطوطہ ظاہریہ میں موجود ہیں لہٰذا اپنے نسخوں کی اصلاح یہاں سے کر لیں۔

❷ اس کی سند صحیح ہے۔

تنبیہ نمبر١: ہندی مخطوطے میں ''انبا عبدالله بن عجلان'' لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے۔ نسخہ ظاہریہ میں محمد بن مقاتل کے بعد ''انا عبدالله انا ابن عجلان'' ہے اور یہی صحیح وصواب ہے۔

تنبیہ نمبر٢: محمد بن عجلان اگر سماع کی تصریح کرے تو صحیح الحدیث ہے۔ جمہور محدثین نے اسے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔ روایت مذکورہ میں اُس پر اختلاط کا الزام صحیح نہیں ہے۔

قال: رفع الأيدي للتكبيرة، قال: وأراه حين ينحني.

کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: تکبیر کے لئے رفع یدین ہے۔ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ جب وہ جھکے (یعنی رکوع کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے) ❶

(٦١) حدثنا محمد بن مقاتل عن عبدالله: أنا شريك عن ليث عن عطاء قال: رأيت جابر بن عبدالله وأبا سعيد الخدري وابن عباس وابن الزبير يرفعون أيديهم حين يفتتحون الصلاة و إذا ركعوا و إذا رفعوا رؤوسهم من الركوع.

[٦١] ہمیں محمد بن مقاتل نے عبداللہ (بن المبارک) سے حدیث بیان کی: ہمیں شریک (بن عبداللہ القاضی) نے خبر دی وہ لیث (بن ابی سلیم) سے وہ عطاء (بن ابی رباح) سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، ابن عباس اور ابن الزبیر کو دیکھا ہے وہ جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❷

(٦٢) حدثنا محمد بن مقاتل: أنا عبدالله: أنبأنا عكرمة بن عمار قال: رأيت سالم بن عبدالله والقاسم بن محمد وعطاءً ومكحولاً

[٦٢] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ (بن المبارک) نے خبر دی: ہمیں عکرمہ بن عمار نے خبر دی، انہوں نے کہا: میں نے سالم بن عبداللہ (بن عمر) قاسم بن محمد، عطاء (بن ابی رباح) اور مکحول کو

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔

تنبیہ: اصل مخطوطہ ظاہریہ اور ہندی مخطوطے، دونوں میں صاف اور واضح طور پر "حسان بن عطیہ" ہی لکھا ہوا ہے اور یہی صحیح ہے۔

❷ حسن ہے، دیکھئے حدیث نمبر ۱۸۔

تنبیہ نمبر۱: اصل مخطوطہ ظاہریہ میں "حدثنا محمد بن مقاتل" ہے جبکہ ہندی مخطوطے میں "حدثنا مقاتل ۞" لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے۔ ۞ کا نشان بھی اس کی دلیل ہے کہ ناسخ نسخہ کو "حدثنا مقاتل" کے غلط ہونے پر یقین تھا۔ لہٰذا اپنے نسخوں کی اصلاح مخطوطہ ظاہریہ سے کر لیں۔

تنبیہ نمبر۲: عبداللہ سے مراد عبداللہ بن المبارک ہے دیکھئے حدیث نمبر ۲۵ وحاشیہ حدیث نمبر ۴۱۔

يرفعون أيديهم في الصلاة إذا ركعوا وإذا رفعوا.

دیکھا ہے وہ نماز میں جب رکوع کرتے اور جب (رکوع سے) اٹھتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(٦٣) و قال جرير عن ليث عن عطاء و مجاهد أنهما كانا يرفعان أيديهما في الصلاة و كان نافع و طاوس يفعلانه.

[٦٣] اور جریر (بن عبدالحمید) نے لیث (بن ابی سلیم) سے، اس نے عطاء (بن ابی رباح) اور مجاہد (بن جبر) سے بیان کیا کہ بے شک وہ دونوں نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ اور نافع اور طاوس (بھی) ایسا کرتے تھے۔ ❷

(٦٤) و عن ليث عن ابن عمر وسعيد بن جبير و طاوس و أصحابه أنهم كانوا يرفعون أيديهم إذا ركعوا.

[٦٤] اور لیث (بن ابی سلیم) سے بیان کیا کہ ابن عمر، سعید بن جبیر. طاوس اور ان کے شاگرد، نماز میں جب رکوع (کا ارادہ) کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

(٦٥) حدثنا موسى بن إسماعيل: ثنا عبدالواحد: ثنا عاصم قال: رأيت أنس بن مالك إذا افتتح الصلاة =

[٦٥] ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالواحد نے حدیث بیان کی: ہمیں عاصم (الاحول) نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک کو دیکھا۔ جب آپ نماز شروع کرتے (تو)

---

❶ اس کی سند حسن ہے۔

تنبیہ: عکرمہ بن عمار اگر سماع کی تصریح کرے تو وہ حسن الحدیث ہے۔ نیز دیکھئے حدیث نمبر ۲۵، ۴۱، ۶۱

عبداللہ سے مراد عبداللہ بن المبارک ہے۔

❷ حسن ہے۔ یہ آثار باسند نہیں ملے لیکن عطاء، مجاہد، نافع اور طاوس سے رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۶۷ وغیرہ۔

❸ حسن ہے۔ اس کی متصل سند نہیں ملی لیکن دوسرے شواہد کے ساتھ یہ روایت حسن ہے دیکھئے حدیث سابق: ۶۳

كبر و رفع يديه و يرفع كل ماركع و رفع رأسه من الركوع.

تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ اور جب بھی رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(٦٦) حدثنا خليفة بن خياط : ثنا يزيد بن زريع: ثنا سعيد عن قتادة أن نصر بن عاصم حدثهم عن مالك ابن الحويرث قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع حتى يحاذي بهما فروع اذنيه.

[٦٦] ہمیں خلیفہ بن خیاط نے حدیث بیان کی: ہمیں یزید بن زریع نے حدیث بیان کی: ہمیں سعید (بن ابی عروبہ) نے حدیث بیان کی وہ قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک نصر بن عاصم نے انہیں حدیث سنائی وہ مالک بن الحویرث سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے کانوں کی لو کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔ ❷

(٦٧) و قال عبدالرحمٰن بن مهدي عن الربيع بن صبيح قال: رأيت محمداً☆ والحسن و أبا نضرة والقاسم ابن محمد [ق١٠] و عطاء وطاوساً ومجاهداً والحسن بن مسلم ونافعاً و ابن أبي نجيح إذا افتتحوا الصلاة رفعوا أيديهم وإذا ركعوا =

[٦٧] اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ربیع بن صبیح سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے محمد (بن سیرین) حسن (بصری) ابونضرہ، قاسم بن محمد، عطاء (بن ابی رباح) طاوس، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع اور (عبداللہ) ابن ابی نجیح کو دیکھا وہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنے

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ نیز دیکھئے حدیث نمبر ۲۰

❷ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۷، اسے امام مسلم (۳۹۱/۲۶) نے سعید بن ابی عروبہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

☆ من الهندية. (مخطوطہ مجاہد علی مجاہد) وجاء في الأصل " رأيت محمد والحسن ..."

وإذا رفعوا رؤوسهم من الركوع.

قال البخاري: وهؤلاء أهل مكة وأهل المدينة وأهل اليمن وأهل العراق وقد تواطؤا على رفع الأيدي.

سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ ❶

(امام) بخاری نے کہا: یہ (لوگ) اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل یمن اور اہل عراق ہیں۔ یہ سب رفع یدین کرنے پر متفق ہیں۔

(٦٨) و قال وكيع عن الربيع قال: رأيت الحسن ومجاهداً وطاوساً وقيس بن سعد و الحسن بن مسلم يرفعون أيديهم إذا ركعوا وإذا سجدوا. وقال عبدالرحمٰن بن مهدي: هذا من السنة.

[٦٨] اور وکیع نے ربیع (بن صبیح) سے بیان کیا کہ میں نے حسن (بصری)، مجاہد، طاوس، قیس بن سعد اور حسن بن مسلم کو دیکھا جب وہ رکوع (کا ارادہ) کرتے اور سجدے (کا ارادہ) کرتے تو رفع یدین کرتے۔ ❷ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: یہ سنت میں سے ہے۔

(٦٩) و قال عمر بن يونس: ثنا عكرمة بن عمار قال: رأيت القاسم و طاوساً و مكحولاً و عبدالله بن دينار و سالماً و نافعاً يرفعون أيديهم إذا استقبل أحدهم الصلاة و عند الركوع والسجود.

[٦٩] اور عمر بن یونس نے کہا: ہمیں عکرمہ بن عمار نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے قاسم (بن محمد)، طاوس، مکحول، عبداللہ بن دینار، سالم، اور نافع کو دیکھا۔ جب ان میں سے کوئی، نماز شروع کرتا تو رفع یدین کرتا۔ اور وہ رکوع (سے پہلے) اور سجدے (سے پہلے) کے وقت (بھی) رفع یدین

---

❶ حسن۔ یہ روایت ابوبکر الاثرم نے ربیع بن صبیح سے متصلاً بیان کی ہے۔ دیکھئے التمہید (ج ۹ ص ۲۱۸) [ربیع مذکور جمہور کے نزدیک موثق اور حسن درجے کا راوی ہے دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔ ربیع مذکور سے مراد ربیع بن انس ہے۔] جبکہ ربیع بن صبیح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ سند ضعیف ہے لیکن دوسرے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ دیکھئے ح ۲۹ وغیرہ۔

❷ ضعیف ہے۔ یہ روایت باسند متصل نہیں ملی۔ قیس بن سعد کے علاوہ باقی علماء سے رفع یدین کا اثبات دوسری روایات میں موجود ہے۔ مثلاً دیکھئے حدیث سابق: ٦٧۔

کرتے تھے۔ ❶

(۷۰) قال وكيع عن الأعمش عن إبراهيم أنه ذكر له حديث وائل بن حجر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه إذا ركع وإذاسجد قال إبراهيم: لعله كان فعله مرة ،وهذا ظن منه لقوله فعله مرة مع أن وائلاً قد ذكر أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه غير مرة يرفعون أيديهم و لايحتاج وائل إلى الظنون لأن معاينته أكثر من حسبان غيره.

[۷۰] وکیع نے اعمش سے بیان کیا،اس نے ابراہیم (نخعی) سے،اس کے سامنے وائل بن حجر کی حدیث بیان کی گئی کہ نبی ﷺ جب رکوع (کا ارادہ) کرتے اور سجدے (کاارادہ) کرتے تو رفع یدین کرتے۔
ابراہیم (نخعی) نے کہا: ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ کیا ہو۔ ❷
اور یہ اس (ابراہیم نخعی) کا گمان ہے کہ ایک دفعہ کیا ہو۔حالانکہ وائل (بن حجر) نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کوکئی دفعہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔وائل (بن حجر) کولوگوں کے گمان اور قیاسات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ اُن کا اپنی آنکھوں سے معائنہ کرنا،دوسرے شخص کے خیالی دعوے سے بہت زیادہ (بہتر) ہے۔

(۷۱) قال البخاري:

[۷۱] بخاری نے فرمایا:اوراس بات کو

---

❶ حسن ہے۔
یہ روایت باسند متصل نہیں ملی،مکحول اور عبداللہ بن دینار کے علاوہ دوسرے آثار کے لئے دیکھئے ح ۶۲،۶۷ مکحول اور عبداللہ بن دینار کے آثار کے لئے دیکھئے التمہید لابن عبدالبر (ج۹ص ۲۳۰)
تنبیہ: اصل مخطوطہ ظاہریہ میں عمر بن یونس ہے اور یہی صواب ہے جبکہ ہندی مخطوطے میں غلطی سے "عمرو بن یونس" لکھا گیا ہے۔

❷ ضعیف ہے۔
یہ روایت باسند متصل نہیں ملی۔دوسرے یہ کہ اعمش مدلس ہیں اور مدلس کی،غیر صحیحین میں عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔دیکھئے خزائن السنن (ج۱ص۱) از سرفراز صفدر دیوبندی وعام کتبِ اصول حدیث۔

و قد بينه زائدة فقال: حدثنا عاصم: ثنا أبي أن وائل بن حجر أخبره، قال قلت: لأنظرن إلى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي؟ فكبر و رفع يديه فلما رفع رأسه رفع يديه مثلها ثم أتيتهم من بعد ذلك في زمان فيه برد فرأيت الناس عليهم جل الثياب تحرك أيديهم من تحت الثياب.

زائدہ (بن قدامہ) نے بیان کیا ہے، انہوں نے کہا: ہمیں عاصم نے حدیث بیان کی: ہمیں میرے ابا (کلیب الجرمی) نے حدیث بیان کی، اسے بے شک وائل بن حجر نے خبر دی، فرمایا: میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں تو آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا (پھر جب رکوع [کا ارادہ] کیا تو رفع یدین کیا) پھر جب (رکوع سے) سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔ پھر میں اس کے بعد سردیوں کے زمانے میں آیا تو دیکھا۔ لوگوں پر چادریں تھیں۔ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کر رہے تھے۔ [1]

فهذا وائل بين حديثه أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم و أصحابه يرفعون أيديهم مرة بعد مرة.

یہ وائل (بن حجر) ہیں جنھوں نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو یکے بعد دیگرے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(٧٢) حدثنا عبدالله بن محمد: ثنا ابن إدريس قال: سمعت عاصم بن كليب عن أبيه أنه سمعه يقول سمعت وائل بن حجر يقول:

[٧٢] ہمیں عبداللہ بن محمد (المسندی) نے حدیث بیان کی: ہمیں (عبداللہ) بن ادریس نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے عاصم بن کلیب کو اپنے باپ (کلیب) سے روایت کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے

---

[1] صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۳۱

قدمت المدينة ، قلت: لأنظرن إلى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فافتتح الصلاة و كبر و رفع يديه فلما رفع رأسه رفع يديه.

وائل بن حجر کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا کہ: میں مدینہ آیا میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو ضرور بالضرور دیکھوں گا۔ پس آپ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ پھر جب (رکوع سے) سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔ ❶

(٧٣) حدثنا إسماعيل بن أبي أويس: ثنا مالك عن نافع أن عبدالله بن عمر كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه و إذا رفع رأسه من الركوع.

[۷۳] ہمیں اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی: ہمیں (امام) مالک نے حدیث بیان کی، وہ نافع سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک عبداللہ بن عمر جب نماز شرع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے) ❷

(٧٤) حدثنا عياش: ثنا عبدالأعلى: ثنا حميد عن أنس أنه كان يرفع يديه عندالركوع.

[۷۴] ہمیں عیاش (بن الولید) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالاعلیٰ (بن عبدالاعلیٰ) نے حدیث بیان کی، ہمیں حمید (الطّویل) نے انس (بن مالک) سے حدیث بیان کی، وہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے ابن خزیمہ (٦٤١) نے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۵۸۔

تنبیہ: موطا امام مالک کے بہت سے نسخے ہیں۔ اسماعیل بن ابی اویس کے نسخے میں یہ حدیث اسی طرح لکھی ہوئی تھی جسے امام بخاری نے سن کر بطورِ تحدیث بیان کر دیا۔

❸ صحیح ہے۔

دیکھئے حدیث نمبر ۲۰۔

(٧٥) حدثنا آدم: ثنا شعبة: ثنا الحكم ابن عتيبة قال: رأيت طاوساً يرفع يديه إذا كبر و إذا رفع رأسه من الركوع.

[٧٥] ہمیں آدم (بن ابی ایاس) نے حدیث بیان کی: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی: ہمیں حکم بن عتیبہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے طاوس کو دیکھا جب وہ (رکوع کے لئے) تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

قال البخاري: من زعم أن رفع الأيدي بدعة فقد طعن في أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والسلف و من بعدهم و أهل الحجاز وأهل المدينة وأهل مكة وعدة من أهل العراق و أهل الشام وأهل اليمن و علماء أهل خراسان منهم ابن المبارك حتى شيوخنا عيسى بن موسىٰ (و) أبو أحمد وكعب بن سعيد والحسن بن جعفر و محمد ابن سلام إلا أهل الرأي منهم و علي ابن الحسن و عبدالله بن عثمان و يحيي بن يحيي و صدقة و إسحاق و عامة أصحاب ابن المبارك وكان الثوري و وكيع و بعض الكوفيين لا يرفعون أيديهم و قدروا في ذلك.

(امام) بخاری نے فرمایا: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ رفع یدین بدعت ہے تو اس نے یقیناً، نبی ﷺ کے صحابہ، سلف (صالحین) ان کے بعد آنے والوں، اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ، اہل عراق کی ایک (بڑی) تعداد، اہل شام، اہل یمن اور اہل خراسان کے علماء پر بشمول (امام) ابن المبارک پر طعن کیا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے استاد عیسیٰ بن موسیٰ، ابو احمد، کعب بن سعید، حسن بن جعفر، محمد بن سلام، علی بن الحسن (بن شقیق) عبداللہ بن عثمان، یحییٰ بن یحییٰ، صدقہ، اسحاق (بن راہویہ) اور (عبداللہ) بن المبارک کے تمام شاگرد (رفع الیدین کرتے تھے) سوائے اہل الرائے کے۔ (سفیان) ثوری، وکیع اور بعض کوفی رفع یدین نہیں کرتے تھے ❷ اور انہوں نے (رفع یدین کے اثبات میں) بہت سی

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ ❷ یہ باسند صحیح ثابت نہیں ہے کہ سفیان ثوری اور وکیع رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ واللہ اعلم

أحاديث كثيرة و لم يعنفوا على من رفع و لو لا أنها حق ماررووا ذلك الأحاديث لأنه ليس لأحد أن يقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لم يقل و ما لم يفعل.

احادیث بیان کی ہیں۔انہوں نے رفع یدین کرنے والے کونہیں ڈانٹا۔اور اگر یہ حق نہ ہوتا تو وہ یہ حدیثیں بیان نہ کرتے کیونکہ کسی آدمی کو رسول اللہ ﷺ پر ایسی بات نہیں کہنی چاہئے جو آپ نے نہیں کہی۔

(٧٦) لقول النبي صلى الله عليه وسلم : من يقول عليّ مالم أقل فليتبوأ مقعده من النار ولم يثبت من أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أنه لا يرفع يديه و ليس أسانيد(٥)☆ أصح من رفع الأيدي.

[٧٦] کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایسی بات کہتا ہے جو میں نے نہیں کہی تو وہ شخص آگ میں اپنا ٹھکانا تلاش کرے (یعنی وہ جہنمی ہے۔) ❶
اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ اور رفع یدین سے زیادہ صحیح سندیں کوئی بھی نہیں ہیں۔

(٧٧) حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي : ثنا معتمر[٢] عن عبيدالله بن عمر عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله عن أبيه عن النبي صلى الله عليه [ق ١١] وسلم أنه كان يرفع يديه إذا دخل في الصلاة وإذا أراد أن يركع

[٧٧] ہمیں محمد بن ابی بکر المقدمی نے حدیث بیان کی: ہمیں معتمر (بن سلیمان) نے حدیث بیان کی وہ عبیداللہ بن عمر سے وہ ابن شہاب (زہری) سے وہ سالم بن عبداللہ سے وہ اپنے ابا (عبداللہ بن عمر) سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے۔ اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب سر

---

❶ اس کی سند حسن ہے۔ یہ روایت مسند احمد (۲/۵۰۱ ح ۱۰۵۲) میں پوری سند کے ساتھ موجود ہے۔ صحیح بخاری (۱۰۹) وغیرہ میں اس کے شواہد ہیں اور یہ روایت اپنے مفہوم کے ساتھ متواتر ہے۔ ☆ من الهندية

(۲) من الهندية وجاء في الأصل "معمر" وهو خطأ. (۳) من الهندية وجاء في الأصل "عبدالله بن عمر" وهو خطأ.

و يرفع رأسه و إذا قام من الركعتين يرفع يديه في ذلك كله و كان عبدالله يفعله.

اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو ان سب میں رفع یدین کرتے اور عبداللہ (بن عمر بھی) ایسا (ہی) کرتے تھے۔ ❶

(٧٨) حدثنا قتيبة: ثنا هشيم عن الزهري عن سالم عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا افتتح الصلاة و إذا ركع يرفع يديه و إذا رفع رأسه من الركوع.

[٧٨] ہمیں قتیبہ نے حدیث بیان کی: ہمیں ہشیم (بن بشیر) نے حدیث بیان کی وہ زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے ابا (عبداللہ بن عمر) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے تھے) ❷

(٧٩) حدثنا عبدالله بن صالح: حدثني الليث: ثنا عقيل عن ابن شهاب قال: أخبرني سالم بن عبدالله أن عبدالله بن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه و إذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع.

[٧٩] ہمیں عبداللہ بن صالح (کاتب اللیث) نے حدیث بیان کی: مجھے لیث (بن سعد) نے حدیث بیان کی: ہمیں عقیل (بن خالد) نے ابن شہاب (زہری) سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی۔ بے شک عبداللہ بن عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے۔ اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع کے بعد سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے) ❸

---

❶ صحیح ہے، اسے نسائی (٢/٣ ح ١١٨٣) ابن خزیمہ (٦٩٣) اور ابن حبان (الاحسان: ١٨٧٤) نے معتمر بن سلیمان کی سند سے روایت کیا ہے۔ ❷ صحیح ہے، دیکھئے حدیث نمبر ١٢۔

❸ صحیح ہے، دیکھئے حدیث نمبر ١٢۔ اور حاشیہ حدیث نمبر ٥١

(۸۰) حدثنا محمد بن عبدالله بن حوشب : ثنا عبدالوهاب : ثنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر أنه كان يرفع يديه إذا دخل في الصلاة و إذا ركع و إذا قال سمع الله لمن حمده و إذا قام من الركعتين يرفعهما.

[۸۰] ہمیں محمد بن عبداللہ بن حوشب نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالوہاب (الثقفی) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبیداللہ (بن عمر) نے حدیث بیان کی وہ نافع سے وہ ابن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (ابن عمر) جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع (کا ارادہ) کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو (ان سب مقامات پر) رفع یدین کرتے۔ ❶

(۸۱) و عن الزهري عن سالم عن عبدالله بن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

[۸۱] اور ایسی روایت زہری عن سالم عن عبداللہ بن عمر عن النبی ﷺ (کی سند) سے مروی ہے۔ ❷

(۸۲) و زاد وكيع عن العمري عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يرفع يديه إذا ركع و إذا سجد.

[۸۲] اور وکیع نے (عبداللہ بن عمر) العمری عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ (کی سند) سے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے کہ وہ جب رکوع (کا ارادہ) کرتے اور جب سجدے (کا ارادہ) کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

---

❶ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۵۱

❷ صحیح ہے، دیکھئے حدیث نمبر ۱۲

❸ ضعیف ہے۔

یہ متن وکیع سے باسند متصل نہیں ملا۔ مسند احمد (۲/۱۰۶ ح ۵۸۴۳) میں یہ روایت بہت مختصر ہے۔ احمد کی سند حسن ہے۔ عبداللہ العمری کی نافع سے روایت صالح ہوتی ہے۔ دیکھئے کتب رجال و آثار السنن مع التعلیق (ح ۱۱۱۳)

(**٨٣**) قال البخاري والمحفوظ ماروى عبيدالله وأيوب ومالك وابن جريج والليث وعدة من أهل الحجاز وأهل العراق عن نافع عن ابن عمر في رفع الأيدي عند الركوع و إذا رفع رأسه من الركوع و لو صح حديث العمري عن نافع عن ابن عمر لم يكن مخالفاً للأول لأن أولئك قالوا إذا رفع رأسه من الركوع فلوثبت استعملنا كليهما وليس هذا من الخلاف الذي يخالف بعضهم بعضًا لأن هذه زيادة في الفعل والزيادة مقبولة إذا ثبتت.

[٨٣] بخاری نے کہا: محفوظ (اور صحیح) وہی ہے جو عبیداللہ (بن عمر)، ایوب (السختیانی)، مالک (بن انس)، ابن جریج، لیث (بن سعد) اہل حجاز اور اہل عراق کی ایک (بڑی) تعداد نے نافع عن ابن عمر (کی سند) سے بیان کیا ہے۔ کہ (انہوں نے) رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین (کیا) اور اگر العمری (عبداللہ بن عمر) کی عن نافع عن ابن عمر والی حدیث صحیح ہوتی تو پہلی روایت کے مخالف نہیں تھی۔ کیونکہ انہوں نے کہا: جب رکوع سے سر اٹھایا۔ اور اگر یہ ثابت ہو جاتی تو ہم نے دونوں کو استعمال کیا ہے اور یہ ایسا اختلاف نہیں ہے جس میں ایک راوی دوسرے کی (علانیہ) مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ایک عمل میں اضافہ ہے۔ اور زیادت (راوی کا متن یا سند میں اضافہ) مقبول ہوتی ہے۔ بشرطیکہ (اس کی عدالت وثقاہت) ثابت ہو جائے۔

(**٨٤-٨٥**) و قال وكيع عن ابن أبي ليلى عن نافع عن ابن عمر. و عن ابن أبي ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم. =

[٨٤، ٨٥] اور وکیع نے عن (محمد بن عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر سے اور (محمد بن عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ عن الحکم (بن عتیبہ) عن مقسم عن ابن عباس عن النبی ﷺ (کی سند) سے بیان کیا ہے کہ: ہاتھ

لا تـرفـع الأيدي إلافي سبعة مواطن : في افتتـاح الـصلاة و استقبال الكعبة و عـلـى الـصـفـا والـمـروة و بعرفات و بجمع و في المقامين و عندالجمرتين.

صرف سات مقامات پر اٹھائے جاتے ہیں: نماز کے شروع میں اور خانہ کعبہ کے استقبال کے وقت، صفا اور مروہ پر، عرفات اور مزدلفہ میں، دونوں مقاموں اور جمروں (کو کنکریاں مارنے) کے وقت ❶

(٨٦) قال عـلـى بن مسهر والمحاربي عـن ابن أبي ليلى عن الحكم عن مقسم عـن ابـن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم و قال شعبة: إن الحكم لم يسمع مـن مقسم إلا أربعة أحاديث، ليس فيها هذا الحديث و ليس هذا من المحفوظ عـن الـنـبـي صـلـى الـلـه عليه وسلم لأن أصـحـاب نافع خالفوا و حديث الحكم عـن مـقـسـم مرسل وقدروى طاوس و أبو حمزة وعطاء

[٨٦] (اسے) علی بن مسہر اور محاربی نے (محمد بن عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ عن الحکم (بن عتیبہ) عن مقسم عن ابن عباس عن النبی ﷺ (کی سند) سے بیان کیا ہے۔ ❷

شعبہ نے کہا: حکم (بن عتیبہ) نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں، جن میں یہ حدیث نہیں ہے۔

اور یہ (روایت) نبی ﷺ سے محفوظ (اور ثابت) نہیں ہے کیونکہ نافع کے شاگردوں نے (محمد بن ابی لیلیٰ کی) مخالفت کی ہے۔ اور حکم (بن عتیبہ) کی مقسم سے روایت مرسل (یعنی منقطع) ہے۔

طاوس، ابوحمزہ اور عطاء (بن ابی رباح) نے

---

❶ ضعیف ہے۔

اس کا راوی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

تنبیہ: مصنف ابن ابی شیبہ (ج ا ص ۲۳۷) میں "ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر" والی روایت عطاء بن السائب کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے الکواکب النیرات لابن الکیال و عام کتب مختلطین، لہٰذا اسے محمد بن ابی لیلیٰ کی روایت کا مؤید بنانا صحیح نہیں ہے۔

❷ ضعیف ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۸۵۔

أنهم رأوا ابن عباس يرفع يديه عند الركوع و إذا رفع رأسه من الركوع مع أن حديث ابن أبي ليلى لو صح قوله: ترفع الأيدي في سبع مواطن، لم يقل في حديث وكيع لا ترفع إلا في هذه المواطن، فترفع في هذه المواطن و عند الركوع و إذا رفع رأسه حتى تستعمل هذه الأحاديث كلها هذا ليس من التضاد

و قد قال هؤلاء: إن الأيدي ترفع في تكبيرات الفطر والأضحى، هن أربع عشرة تكبيرة في قولهم و ليس هذا في حديث ابن أبي ليلى و هذا مما يدل على أنهم لم يعتمدوا على حديث ابن أبى ليلى.

و قال بعض الكوفيين: يرفع يديه في تكبيرة الجنازة و هي أربع تكبيرات

روایت کیا ہے کہ انہوں نے (عبداللہ) بن عباس کورکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ باوجود اس کے کہ اگر (محمد) بن ابی لیلیٰ کی (یہ) حدیث (بفرض محال) صحیح ہوتی، اس کی بات کہ سات مقامات پر رفع یدین کیا جائے۔ اور وکیع کی حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ رفع یدین نہ کیا جائے مگر صرف ان مقامات پر، پس ان مقامات پر رفع یدین (برائے دعا) کیا جائے گا اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (بھی) رفع یدین کیا جائے گا تا کہ تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔ یہ تضاد میں سے نہیں ہے۔

اور یہ لوگ (منکرین رفع یدین) کہتے ہیں کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا چاہئے اور ان کے قول میں یہ چودہ تکبیریں ہیں (یا چھ تکبیریں ہیں)۔ اور یہ (تکبیریں) ابن ابی لیلیٰ کی حدیث میں نہیں ہیں۔ اور یہ بات اس کی دلیل ہے کہ انہوں نے (محمد) بن ابی لیلیٰ کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا۔ اور بعض کوفیوں کا یہ قول ہے کہ جنازے کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا چاہئے اور یہ چار تکبیریں ہیں۔

وهذه كلها زيادة على ابن أبي ليلىٰ. وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير وجه أنه كان يرفع يديه سوى هذه السبعة.

اور یہ سب (تکبیرات مع رفع یدین) ابن ابی لیلیٰ کی حدیث پر اضافہ ہیں۔ اور نبی ﷺ سے کئی سندوں سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ان سات مقامات کے علاوہ (بھی) رفع یدین کرتے تھے۔

(**٨٧**) حدثنا موسى بن إسماعيل: ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه في الإستسقاء.

[٨٧] ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی وہ ثابت (البنانی) سے وہ انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ (نماز) استسقاء میں رفع یدین کرتے تھے۔ [1]

(**٨٨**) حدثنا مسدد: نا أبو عوانة عن سماك بن حرب عن عكرمة عن عائشة، زعم أنه سمع منها أنها رأت النبي صلى الله عليه وسلم يدعوا رافعاً يديه يقول: إنما أنا بشر فلا تعاقبني، أيما رجل من المسلمين آذيته أو شتمته فلا

[٨٨] ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، ہمیں ابوعوانہ (الوضاح) نے حدیث بیان کی وہ سماک بن حرب سے وہ عکرمہ سے وہ عائشہ سے بیان کرتے ہیں۔ (عکرمہ نے) دعویٰ کیا کہ انہوں نے عائشہ سے سنا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ فرما رہے تھے۔ (اے اللہ) میں تو ایک بشر (آدمی) ہوں مسلمانوں میں سے جس کو مجھ سے (غیر دانستہ) تکلیف پہنچی ہے یا جسے میں نے برا

---

[1] اس کی سند صحیح ہے۔
یہ روایت صحیح مسلم (٨٩٦) میں بھی موجود ہے۔ نیز دیکھئے حدیث نمبر ١٠٠۔

تعاقبني فيه .

بھلا کہا ہے تو (اے اللہ) تو اس میں مجھے سزا نہ دے۔ ❶

(۸۹) حدثنا علي: ثنا سفيان عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال: [ق ۱۲ ا] استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم القبلة و تهيأ و رفع يديه و قال: اللهم اهد دوساً وأت بهم.

[۸۹] ہمیں علی (بن عبداللہ المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی وہ ابو الزناد سے وہ (عبدالرحمٰن بن ہرمز) الاعرج سے وہ ابوہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور (دعا کے لئے) تیار ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

اے اللہ دوس (قبیلے) کو ہدایت دے اور انہیں (مسلمان بنا کر میرے پاس) لے آ ❷

(۹۰) حدثنا أبو النعمان: حدثنا حماد بن زيد ثنا حجاج الصواف عن أبي الزبير =

[۹۰] ہمیں ابو النعمان (محمد بن فضل: عارم) نے حدیث بیان کی: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی: ہمیں حجاج الصواف نے حدیث بیان کی وہ ابو الزبیر (محمد بن مسلم بن تدرس) سے وہ

---

❶ اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (۶۱۰) میں بھی مسدد سے روایت کیا ہے۔☆ سماک کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔

☆ عفان نے مسدد کی متابعت کر رکھی ہے (مسند احمد ۶/ ۲۵۸)

تنبیہ: یہ روایت ''ہاتھ اٹھانے'' کے علاوہ اس مفہوم کے ساتھ صحیح مسلم (۲۶۰۰۔۲۶۰۲) میں موجود ہے۔

❷ صحیح ہے۔

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (۶۱۱) میں بھی علی بن عبداللہ المدینی سے بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مسند الحمیدی (تحقیقی: ۱۰۵۶) یہ روایت صحیح البخاری (۶۳۹۷) میں مختصراً موجود ہے۔

عن جابر بن عبدالله أن الطفيل بن عمرو قال للنبي صلى الله عليه وسلم هل لک في حصن و منعة حصن دوس فأبى رسول الله صلى الله عليه وسلم لماذ خر الله للأنصار وها جرا لطفيل وهاجر معه رجل من قومه فمرض الرجل فجاء إلى قومه فأخذ مشقصًا فقطع ودجيه فمات فرآه الطفيل فى المنام فقال: ما فعل الله بک؟ فقال: غفرلي بهجرتي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ماشأن يديک؟ قال : قيل، إنا لن نصلح منک ما أفسدت من نفسک، فقصها الطفيل على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: اللهم وليديه فاغفر و رفع يديه.

جابر بن عبداللہ (الانصاری) سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک طفیل بن عمرو نے نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ کو قلعے کی ضرورت ہے؟ اور دوس (قبیلے) کے (مضبوط) قلعے کی طاقت کی ضرورت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا۔ اس لئے کہ اللہ نے جو کچھ انصار کے لئے تیار کر رکھا تھا (وہ اس سے بہتر تھا) طفیل رضی اللہ عنہ نے اوران کے ساتھ اُن کی قوم کے ایک آدمی نے ہجرت کی۔ پھر وہ آدمی بیمار ہوگیا تو وہ ایک سینگ (یا ترکش) کے پاس آیا۔ پھر اس نے تیر کا پھل لے کر اپنی رگیں (برائے علاج) کاٹ لیں تو فوت ہوگیا۔ پھر اسے طفیل نے خواب میں دیکھا تو کہا: اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میری ہجرت کی وجہ سے اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔

(طفیل نے) پوچھا: تمہارے ہاتھوں کو یہ کیا ہوا ہے (زخمی ہیں)؟ اس نے کہا: (مجھے) کہا گیا ہے کہ جو تُو نے خود خراب کر دیا ہے ہم اسے ٹھیک نہیں کریں گے۔

پھر طفیل نے یہ قصہ نبی ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ، اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما دے اور آپ نے دونوں ہاتھ

(دعا کے لئے) اٹھا لئے۔ ❶

(۹۱) حدثنا قتيبة: ثنا عبدالعزيز ابن محمد عن علقمة عن أمه عن عائشة أنّها قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فأرسلت بريرة في اثره لتنظر أين يذهب؟ فسلك نحو البقيع، بقيع الغرقد، فوقف في أدنى البقيع ثم رفع يديه ثم انصرف فرجعت بريرة فأخبرتني فلما أصبحت سألته فقلت يا رسول الله: أين خرجت الليلة قال: بعثت إلى أهل البقيع لأ صلي عليهم.

[۹۱] ہمیں قتیبہ نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالعزیز بن محمد (الدراوردی) نے حدیث بیان کی وہ علقمہ (بن ابی علقمہ) سے وہ اپنی ماں (مرجانہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عائشہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات رسول اللہ ﷺ (گھر سے) نکلے۔ میں نے آپ کے پیچھے بریرہ کو بھیجا تاکہ وہ دیکھے کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ پس آپ بقیع غرقد (کے قبرستان) کی طرف چلے۔ آپ بقیع کے درمیان میں کھڑے ہو گئے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر واپس لوٹ آئے تو بریرہ بھی واپس آ گئی اور مجھے ساری خبر بتا دی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ رات کہاں (تشریف لے) گئے تھے؟ آپ نے فرمایا: مجھے بقیع والوں کے پاس بھیجا گیا تھا تاکہ میں ان کے لئے دعا کروں۔ ❷

---

❶ صحیح ہے۔

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (۶۱۴) میں بھی ابوالنعمان سے روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت صحیح مسلم (۱۱۶) میں حماد بن زید کی سند سے موجود ہے۔

❷ اس کی سند حسن ہے۔

اسے ابن حبان (الاحسان ۳۷۴۰) حاکم (۱/۴۸۸) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح مسلم (۱۰۳/۹۷۴) میں اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

(۹۲) حدثنا مسلم: ثنا شعبة عن عبدربه بن سعيد عن محمد بن إبراهيم التيمي قال: أخبرني من رأى النبي صلى الله عليه وسلم يدعوا عندأحجار الزيت باسطاً كفيه .

[۹۲] ہمیں مسلم (بن ابراہیم) نے حدیث بیان کی: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی، وہ عبدربہ بن سعید سے، وہ محمد بن ابراہیم التیمی سے، انہوں نے کہا: مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جس نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تیل کے پتھروں کے قریب دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنی ہتھیلیاں اٹھا رکھی تھیں۔ ❶

(۹۳) حدثنا يحيى بن موسى: حدثنا عبدالحميد: ثنا إسماعيل هو ابن عبدالملک عن ابن أبي مليكة عن عائشة قالت: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم رافعاً يديه حتى بدأ ضبعيه يدعو بهن لعثمان رضي الله عنه.

[۹۳] ہمیں یحییٰ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالحمید (بن عبدالرحمٰن الحمانی) نے حدیث بیان کی، ہمیں اسماعیل بن عبدالملک نے ابن ابی ملیکہ سے حدیث بیان کی وہ عائشہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا ہے حتیٰ کہ آپ کے بازو ظاہر ہو گئے آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کر رہے تھے۔ ❷

(۹٤) حدثنا أبو نعيم :

[۹۴] ہمیں ابونعیم (الفضل بن دکین)

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔

اسے امام ابوداود (۱۱۷۲) نے بھی مسلم بن ابراہیم سے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ صحیح ابن حبان (۶۰۱، ۶۰۲) وغیرہ میں اس کی دوسری سندیں بھی ہیں۔

❷ اس کی سند ضعیف ہے۔

اسماعیل بن عبدالملک جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس کے باوجود حافظ ہیثمی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج۹ ص۸۵)

ثنا الفضيل بن مرزوق عن عدي بن ثابت عن أبي حازم عن أبي هريرة قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى الله عزوجل، يا رب، يا رب! و مطعمه حرام ومشربه حرام و ملبسه حرام و غذي بالحرام فأنّى يستجاب لذلك.

نے حدیث بیان کی: ہمیں فضیل بن مرزوق نے حدیث بیان کی وہ عدی بن ثابت سے وہ ابو حازم سے وہ ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبے سفر میں ہے اس کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کی طرف ہاتھ پھیلاتا (اور کہتا) ہے: اے میرے رب اے میرے رب! اس کا کھانا حرام کا ہے۔ پینا حرام کا ہے۔ لباس حرام کا ہے اور اس کی پرورش حرام کے ساتھ کی گئی ہے تو اس کی دعا کس طرح قبول ہو سکتی ہے؟ [1]

(۹۵) أخبرنا مسلم: أنا عبدالله بن داؤد عن نعيم بن حكيم عن أبي مريم عن علي رضي الله عنه قال: رأيت امرأة الوليد جاءت إلى النبي صلى الله عليه وسلم تشكو إليه زوجها أنه يضربها فقال لها: اذهبي إليه فقولي له كيت و كيت، فذهبت ثم رجعت فقالت: إنه عاد يضربني فقال لها: اذهبي إليه. =

[۹۵] ہمیں مسلم (بن ابراہیم) نے خبر دی: ہمیں عبداللہ بن داؤد نے خبر دی وہ نعیم بن حکیم سے وہ ابو مریم (الثقفی) سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے ولید (بن عقبہ) کی بیوی کو دیکھا وہ نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی کہ وہ اسے مارتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور اسے یہ یہ باتیں کہو۔ وہ گئی پھر لوٹ آئی اور کہا: وہ اسے دوبارہ مارنے لگا ہے۔ تو آپ نے اسے کہا: اس کے پاس جاؤ

[1] صحیح ہے۔ یہ روایت صحیح مسلم (۱۰۱۵) میں فضیل بن مرزوق کی سند سے موجود ہے۔

فقولي له إن النبي صلى الله عليه وسلم يقول لك، فذهبت ثم عادت فقالت: إنه يضربني فقال: اذهبي فقولي له كيت و كيت، قالت: إنه يضربني فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده و قال: اللهم عليك بالوليد.

تو اسے کہو: بے شک نبی ﷺ تجھے یہ کہتے ہیں (کہ اپنی بیوی کو نہ مارو) پس وہ گئی پھر واپس آئی تو کہا: وہ مجھے مارتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے یہ یہ باتیں کہو۔ تو اس عورت نے کہا: بے شک وہ مجھے مارتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا: اے اللہ! تو ولید کو پکڑ لے۔ [1]

(٩٦) حدثنا محمد بن سلام: أنا إسماعيل بن جعفر عن حميد عن أنس قال: قحط المطر عاماً فقام بعض المسلمين إلى النبي صلى الله عليه وسلم يوم جمعة فقال: يا رسول الله! قحط المطر و أجدبت الأرض وهلك المال، فرفع يديه و ما ترى في السماء سحابة فمد يديه حتى رأيت بياض إبطيه يستسقى الله عزوجل فما صلينا الجمعة =

[٩٦] ہمیں محمد بن سلام نے حدیث بیان کی: ہمیں اسماعیل بن جعفر نے خبر دی وہ حمید (الطویل) سے وہ انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے انہوں نے فرمایا: ایک سال بارش رک گئی تو مسلمانوں میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن نبی ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بارش رک گئی ہے، زمین خشک ہو گئی اور مال (ومویشی) ہلاک ہو رہے ہیں تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ آسمان میں کوئی بدلی تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر آپ نے ہاتھ پھیلائے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی تک دیکھ لی۔ آپ اللہ سے پانی مانگ رہے تھے۔ ہم نے نماز جمعہ ختم

---

[1] اس کی سند حسن ہے۔ ابومریم الثقفی کو نسائی، ابن حبان اور ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے لہٰذا اس کی حدیث: حسن کے درجے سے نہیں گرتی۔ حافظ ہیثمی نے کہا: اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۴/۳۳۲) ولید بن عقبہ کے حالات کے لئے دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۳/۴۱۲۔۴۱۶)

حتى أهم الشاب القريب الدار بالرجوع إلى أهله فدامت جمعة حتى كانت الجمعة التي تليها قال: يا رسول الله ! تهدمت البيوت و حبس الركبان فتبسم لسرعة ملالة ابن آدم و قال: اللهم حوالينا ولا علينا فتكشطت عن المدينة.

نہیں کی حتیٰ کہ (شدید بارش کی وجہ سے) نوجوان اپنے گھر جانے کے بجائے قریب والے گھر میں پناہ لینے کا ارادہ کرنے لگا۔ حتیٰ کہ اس کے بعد والا جمعہ آ گیا (اور بارش جاری تھی) اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! گھر گر گئے اور مسافروں کے سفر رک گئے (یعنی بارش بند ہونے کی دعا کریں) تو آپ نے بنی آدم کے جلدی اکتا جانے پر تبسم فرمایا اور کہا: اے اللہ (اس بارش کو) ہمارے ارد گرد بھیج دے اور (اب) ہم پر نہ برسا۔ پھر بادل مدینے سے چھٹ گئے۔ [1]

(۹۷) حدثنا مسدد: ثنا يحيى بن سعيد عن جعفر: حدثني أبو عثمان قال: كنا نجئ و عمر يؤم الناس ثم يقنت بنا بعد الركوع يرفع يديه حتى تبدو كفاه =

[۹۷] ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، ہمیں یحیٰی بن سعید (القطان) نے جعفر (بن میمون) سے حدیث بیان کی: مجھے ابو عثمان (عبدالرحمٰن بن مل) نے حدیث بیان کی، کہا: ہم آتے تھے اور عمر (رضی اللہ عنہ) لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہوتے تھے۔ وہ رکوع کے بعد، ہمارے ساتھ قنوت پڑھتے تھے اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کی ہتھیلیاں ظاہر

---

[1] صحیح ہے۔

اسے ابن خزیمہ (۱۷۸۹) نے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری (۹۳۳) وصحیح مسلم (۸۹۷) میں اس کے بہت سے شواہد ہیں۔ لہٰذا حمید الطویل کا عنعنہ۔ یہاں مضر نہیں ہے۔

و يخرج ضبعاه.

ہو جاتیں اور بازو ننگے ہو جاتے۔ ❶

(۹۸) حدثنا قبيصة: ثنا سفيان عن أبي علي، هو جعفر بن ميمون بياع الأنماط قال: سمعت أبا عثمان و [ق ۱۳] قال: كان عمر يرفع يديه في القنوت.

[۹۸] ہمیں قبیصۃ (بن عقبہ) نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان (الثوری) نے ابوعلی جعفر بن میمون، چادر فروش سے حدیث بیان کی، اس نے کہا: میں نے ابوعثمان (عبدالرحمٰن بن مل) سے سنا، انہوں نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) قنوت میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ ❷

(۹۹) حدثنا عبدالرحيم المحاربي: ثنا زائدة عن ليث عن عبدالرحمٰن ابن الأسود عن أبيه عن عبدالله أنه كان يقرأ في آخر ركعة من الوتر قل هو الله أحد ثم يرفع يديه و يقنت قبل الركعة.

[۹۹] ہمیں عبدالرحیم المحاربی نے حدیث بیان کی: ہمیں زائدہ (بن قدامہ) نے حدیث بیان کی وہ لیث (بن ابی سلیم) سے وہ عبدالرحمٰن بن الاسود سے وہ اپنے ابا (اسود) سے وہ عبداللہ (بن مسعود) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ ❸

قال البخاري:

(امام) بخاری نے کہا: رسول اللہ رضی اللہ عنہ اور

---

❶ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن ابی شیبہ کی تبویب (۳۱۶/۲ ح ۷۰۴۰) سے ظاہر ہے کہ اس حدیث کا تعلق قنوت فجر سے ہے۔ جعفر بن میمون راوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

❷ اس کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۹۷۔

❸ اس کی سند ضعیف ہے۔

لیث بن ابی سلیم، جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے وہ آخری عمر میں بدحافظہ بھی ہو گیا تھا اور اس پر تدلیس کا الزام بھی ہے۔ تاریخ یحییٰ بن معین (۴۱۰۲ روایۃ الدوری) میں اس روایت میں یہ صراحت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے سینے تک دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے (یعنی اس رفع یدین سے مراد دعاوالا رفع یدین ہے)

هذه الأحاديث كلها صحيحة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه ، لا يخالف بعضها بعضاً وليس فيها تضاد لأنها فی مواطن مختلفة.

آپ کے صحابہ سے مروی یہ ساری احادیث (سوائے چند ایک کے) صحیح ہیں۔ ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کرتیں اور نہ ان میں کوئی تضاد ہے۔ کیونکہ یہ مختلف مقامات پر محمول ہیں۔

(١٠٠) قال ثابت عن أنس : ما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه في الدعاء إلا في الاستسقاء، فأخبر أنس بما كان عنده و ما رأى من النبي صلى الله عليه وسلم ، و ليس هذا بمخالف لرفع الأيدي في أول التكبيرة.

[١٠٠] ثابت (البنانی) نے انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو استسقاء کے علاوہ کسی دعا میں (اتنے زیادہ) ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ [1] تو انس (رضی اللہ عنہ) کے پاس جو علم تھا اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دیکھا تھا (پورا پورا) بیان کر دیا۔ اور یہ (حدیث) شروع نماز میں ہاتھ اٹھانے کے منافی نہیں ہے۔

و قد ذكر أيضاً أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه إذا كبر و إذا ركع.

اور انس (رضی اللہ عنہ) نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر (برائے افتتاح نماز) کہتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

وقوله في الدعاء سوى الصلاة وسوى رفع الأيدي في القنوت.

دعا کے بارے میں اُن کی بات نماز اور قنوت میں رفع یدین کے علاوہ ہے۔

(١٠١) حدثنا محمد بن بشار عن يحيى بن سعيد =

[١٠١] ہمیں محمد بن بشار نے یحییٰ بن سعید (القطان) سے حدیث بیان کی وہ

---

[1] صحیح ہے۔ یہ روایت اس مفہوم کے ساتھ صحیح بخاری (١٠٣٠) وصحیح مسلم (٨٩٦/٧) میں بھی موجود ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق نمبر ٨٧۔

عن حميد عن أنس أنه كان يرفع يديه عندالركوع.

حمید (الطویل) سے وہ انس (رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۱۰۲) حدثنا آدم بن أبي أياس : ثنا شعبة : ثنا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا كبر (وإذا ركع) و إذا رفع رأسه من الركوع ، حدثنا آدم بن أبي أياس : ثنا شعبة : ثنا قتادة عن نصر ابن عاصم عن مالك بن الحويرث قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا كبر وإذا رفع رأسه من الركوع حذاء أذنيه.

[۱۰۲] ہمیں آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی: ہمیں قتادہ نے حدیث بیان کی وہ نصر بن عاصم سے وہ مالک بن الحویرث سے، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب تکبیر کہتے (اور جب رکوع کرتے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❷

ہمیں آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی: ہمیں قتادہ نے حدیث بیان کی وہ نصر بن عاصم سے وہ مالک بن الحویرث سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ جب تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

قال البخاري: والذی يقول : كان النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه عند الركوع و إذا رفع رأسه من الركوع

(امام) بخاری نے فرمایا: اور جو کہتا ہے کہ نبی ﷺ رکوع کے وقت اور رکوع سے جب

---

❶ صحیح ہے۔

اس کی سند حمید الطویل کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن حدیث نمبر ۲۰ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

❷ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث سابق، نمبر ۶۶۔

❸ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث سابق، نمبر ۶۶۔

وما زاد على (ذلک) وأبو حميد في عشرة من أصحابه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه إذا قام من السجدتين كله صحيح لأنه لم يحكوا صلاة واحدة فيختلفون في تلك الصلاة بعينها مع أنه لا اختلاف في ذلک إنما زاد بعضهم على بعض والزيادة مقبولة من أهل العلم.

سر اٹھاتے رفع یدین کرتے تھے اور اس پر ابو حمید (الساعدی) نے جو دس صحابہ میں زیادہ الفاظ بیان کئے کہ نبی ﷺ جب دو سجدوں (یعنی دو رکعتوں) سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ یہ سب صحیح ہے کیونکہ انہوں نے صرف ایک ہی نماز (مثلاً ایک رکعت وتر) کی حکایت نہیں کی تاکہ انہیں اس نماز میں باہم مختلف سمجھا جائے لہٰذا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بعض نے (جو الفاظ زیادہ سنے تھے یا زیادہ عمل دیکھا تھا) بعض پر (روایت میں) اضافہ کر دیا۔ اور علماء کے نزدیک (ثقہ کی) زیادت مقبول ہوتی ہے۔

والذي قال أبوبكر بن عياش عن حصين عن مجاهد: ما رأيت ابن عمر يرفع يديه في شئ من الصلاة إلا في التكبيرة الاولٰى فقد خولف في ذلک عن مجاهد،

ابوبکر بن عیاش نے حصین عن مجاہد سے جو روایت بیان کی ہے کہ: میں نے ابن عمر کو تکبیر اولیٰ کے علاوہ نماز میں کہیں بھی رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو اس میں (ابوبکر بن عیاش) کی مجاہد سے مخالفت موجود ہے۔ [1]

قال وكيع عن الربيع بن صبيح قال: رأيت مجاهداً يرفع يديه إذا ركع

وکیع نے ربیع بن صبیح سے بیان کیا اس نے کہا: میں نے مجاہد کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے جب وہ رکوع کرتے

---

[1] دیکھئے حدیث نمبر ۱۶

و إذا رفع رأسه من الركوع.

اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ ❶

و قال جرير عن ليث عن مجاهد أنه كان يرفع يديه، و هذا أحفظ عند أهل العلم.

اور جریر نے لیث (بن ابی سلیم) سے اس نے مجاہد سے بیان کیا کہ وہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور علماء کے نزدیک یہی محفوظ ہے۔ ❷

قال صدقة: إن الذي روى حديث مجاهد عن ابن عمر أنه لم يرفع يديه إلا في أول التكبيرة، كان صاحبه قد تغير بأخره، والذي رواه الربيع والليث أولى مع أن طاوساً و سالماً و نافعاً وأبا الزبير و محارب بن دثار و غيرهم قالوا: رأينا ابن عمر يرفع يديه إذا كبر و إذا ركع.

صدقہ (بن الفضل) نے کہا: جس نے مجاہد عن ابن عمر سے (یہ) حدیث بیان کی کہ وہ پہلی تکبیر کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے اس کا راوی (ابوبکر بن عیاش) آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

اور ربیع (بن صبیح) اور لیث (بن ابی سلیم) نے جو بیان کیا وہ زیادہ راجح ہے۔ مزید یہ کہ طاوس، سالم، نافع، ابو الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہ نے کہا: ہم نے دیکھا ابن عمر جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

(۱۰۳) قال مبشر بن إسماعيل: ثنا تمام بن نجيح قال: نزل عمر بن عبدالعزيز على باب حلب فقال☆ انطلقوا بنا نشهد الصلاة مع أمير المؤمنين فصلّى بنا الظهر و العصر =

[۱۰۳] مبشر بن اسماعیل نے کہا: ہمیں تمام بن نجیح نے حدیث بیان کی، کہا: عمر بن عبدالعزیز حلب کے دروازے پر اترے تو کہا: ہمیں لے جاؤ ہم امیر المومنین۔ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ پھر انہوں نے ظہر و عصر کی

---

❶ دیکھئے حدیث نمبر ۶۷۔ ☆ كذا في الأصلين وجاء في جلاء العينين " فقالوا "

❷ دیکھئے حدیث نمبر ۶۳۔

ورأيته يرفع يديه حين يركع.

نماز پڑھائی اور میں نے آپ کو دیکھا جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(١٠٤) حدثنا محمد بن مقاتل: أنا عبدالله: أنا يونس عن الزهري عن سالم عن عبدالله بن عمر قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام في الصلاة يرفع يديه حتى يكونا حذومنكبيه و كان يفعل ذلك حين يكبر للركوع و يفعل ذلك إذارفع رأسه من الركوع و يقول: سمع الله لمن حمده ولايفعل ذلك في السجود.

[١٠٤] ہمیں محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ (بن مبارک) نے خبر دی: ہمیں یونس (بن یزید الایلی) نے خبر دی، وہ زہری سے وہ سالم سے وہ عبداللہ بن عمر سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز میں کھڑے ہوئے اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے ہاتھ اٹھائے اور آپ جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو اسی طرح کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے تھے اور فرماتے: سمع اللہ لمن حمدہ۔ اور سجدے میں آپ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ❷

(١٠٥) حدثنا موسى بن إسماعيل: ثنا حماد بن سلمة عن يحيى ابن أبي ❸ إسحاق قال: رأيت أنس ابن مالك =

[١٠٥] ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی: ہمیں حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن (ابی) اسحاق سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک کو دیکھا آپ دونوں

---

❶ اس کی سند ضعیف ہے۔ تمام بن نجیح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ''تو کہا ہمیں لے جاؤ'' کا قائل یہی تمام بن نجیح ہے۔ واللہ اعلم۔

تنبیہ: حافظ ابوالحجاج المزی نے یہی روایت، تہذیب الکمال (٢١٢/٣) میں بحوالہ امام بخاری نقل کی ہے۔

❷ صحیح ہے۔ اسے امام بخاری نے صحیح بخاری (٧٣٦) میں بھی محمد بن مقاتل سے روایت کیا ہے۔

❸ من المخطوطة الثانية الهنديه

يرفع يديه بين السجدتين. قال البخاري: وحديث النبي صلى الله عليه وسلم أولى.

سجدوں کے درمیان ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ 1 (امام) بخاری نے فرمایا: نبی ﷺ کی حدیث زیادہ راجح ہے۔

(١٠٦) حدثنا علي بن عبدالله: ثنا سفيان: ثنا عمرو بن دينار عن سالم ابن عبدالله قال: سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أحق أن تتبع.

[١٠٦] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی: ہمیں عمرو بن دینار نے سالم بن عبداللہ (بن عمر) سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی سنت اس کی زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ 2

(١٠٧) حدثنا قتيبة: ثنا سفيان عن عبدالكريم عن مجاهد قال: ليس أحد بعد النبي صلى الله عليه وسلم إلا يؤخذ من قوله و يترك إلا النبي صلى الله عليه وسلم.

[١٠٧] ہمیں قتیبہ (بن سعید) نے حدیث بیان کی: ہمیں سفیان نے عبدالکریم سے اس نے مجاہد سے حدیث بیان کی، انہوں (مجاہد) نے کہا: نبی ﷺ کے بعد ایسا کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور ترک بھی کیا جا سکتا ہے۔

---

1 اس کی سند صحیح ہے۔

دو سجدوں سے مراد دو رکعتیں ہیں (دیکھئے حدیث نمبر: ۱) اور یہ دو رکعتیں: دوسری اور تیسری ہیں لہٰذا اس اثر سے معلوم ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھ کر جب اٹھتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اس تطبیق سے مرفوع احادیث اور اس اثر میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ دوسرا مفہوم لینا غلط ہے کیونکہ اس سے اثر صحابی اور مرفوع احادیث میں تعارض واقع ہوجاتا ہے۔ آثارِ صحابہ اور احادیث مرفوعہ میں تطبیق و توفیق دینا ہی راجح ہے۔

2 اس کی سند صحیح ہے۔

مزید تحقیق کے لئے دیکھئے مسند الحمیدی (۲۱۵ بتحقیقی)

(یعنی نبی ﷺ کی ہر بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔) ❶

(۱۰۸) حدثنا الهذيل بن سليمان أبو عيسى قال: سألت الأوزاعي [ق ۱۴] قلت: يا أبا عمرو! ما تقول في رفع الأيدي مع كل تكبيرة وهو قائم في الصلاة؟ قال: ذلك الأمر الأول، وسئل الأوزاعي و أنا أسمع عن الإيمان فقال: الإيمان يزيد وينقص فمن زعم أن الإيمان لا يزيد ولا ينقص فهو صاحب بدعة فاحذروه.

[۱۰۸] ہمیں ہذیل بن سلیمان ابوعیسیٰ نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے اوزاعی سے پوچھا۔ میں نے کہا: اے ابوعمرو! آپ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جب کہ آدمی نماز میں کھڑا ہو؟ انہوں نے کہا: یہی پرانی بات ہے (یعنی اسلاف کا اسی پر عمل ہے) اور اوزاعی سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: ایمان زیادہ (بھی) ہوتا ہے اور کم (بھی) ہوتا ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا وہ شخص بدعتی ہے اس سے بچو۔ ❷

(۱۰۹) حدثنا محمد بن عرعرة: ثنا جرير بن حازم قال: سمعت نافعاً قال كان ابن عمر إذا كبر على الجنازة يرفع يديه.

[۱۰۹] ہمیں محمد بن عرعرہ نے حدیث بیان کی: ہمیں جریر بن حازم نے حدیث بیان کی: میں نے نافع سے سنا انہوں نے کہا: ابن عمر جب جنازہ پر تکبیر کہتے (تو) رفع یدین

---

❶ ضعیف ہے۔ اگر چہ اس کی سند میں سفیان کا عنعنہ ہے لیکن ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ روایت بیان کر رکھی ہے (الاحکام لابن حزم ۱/ ۱۵۷ وغیرہ) کتاب وسنت کا عموم اور آثارِ سلف بھی اسی کے مؤید ہیں۔

❷ حسن ہے۔ ہذیل سے مراد فدیک ہے دیکھئے امام آجری کی الشریعۃ (ص ۱۱۷) اور تہذیب الکمال وغیرہ ما۔

تنبیہ: الامر الاول سے مراد امام اوزاعی سے پہلے کا امر (اور دور) ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور سے لے کر امام اوزاعی کے دور تک رفع یدین پر عمل ہوتا رہا۔ ہر تکبیر سے استفتاح، تکبیرِ رکوع یا جنائز کا رفع یدین مراد ہے۔ آخر الذکر مفہوم کی تائید کے لئے دیکھئے حدیث: ۱۱۰

کرتے تھے۔ ❶

(۱۱۰) حدثنا علي بن عبدالله: ثنا عبدالله بن إدريس قال: سمعت عبدالله عن نافع عن ابن عمر أنه كان يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنازة و إذا قام من الركعتين.

[۱۱۰] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ بن ادریس نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے عبداللہ (العمری) سے سنا وہ نافع سے وہ ابن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک وہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور جب دو رکعتوں سے (نماز میں) کھڑے ہوتے (تو رفع یدین کرتے تھے۔) ❷

(۱۱۱) ثنا أحمد بن يونس: ثنا زهير: ثنا يحيى بن سعيد أن نافعاً أخبره أن عبدالله بن عمر كان إذا صلّى على الجنازة رفع يديه.

[۱۱۱] ہمیں احمد بن یونس نے حدیث بیان کی: ہمیں زہیر نے حدیث بیان کی ہمیں یحییٰ بن سعید (القطان) نے حدیث بیان کی۔ انہیں نافع نے خبر دی۔ بے شک عبداللہ بن عمر جب نماز جنازہ پڑھتے (تو) رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے (نصب الرایہ ۲/ ۲۸۵)

❷ صحیح ہے۔

اسے ابن ابی شیبہ (۳/ ۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰) اور بیہقی (۴/ ۴۴) نے بھی عبداللہ بن ادریس سے بیان کیا ہے۔

تنبیہ نمبرا: عبداللہ العمری کی نافع سے روایت صالح (یعنی حسن) ہوتی ہے دیکھئے تہذیب التہذیب وکتب رجال اوراور حدیث سابق: ۸۲، لہٰذا یہ سند حسن ہے۔

تنبیہ نمبر۲: اس روایت کے متعدد صحیح شواہد ہیں مثلاً دیکھئے حدیث نمبر ۱۰۹، ۴۹، ۱۴ وغیرہ۔

❸ اس کی سند صحیح ہے۔ یہ روایت یحییٰ القطان کی سند سے مصنف ابن ابی شیبہ (۳/ ۲۹۷ ح ۱۱۳۸۸) میں موجود ہے۔

تنبیہ نمبرا: اصل قلمی نسخے مخطوطہ ظاہریہ میں "ثنا احمد بن یونس" ہے۔ جبکہ ہندی مخطوطے میں "قال احمد بن یونس" ہے

تنبیہ نمبر۲: احمد بن یونس سے امام بخاری کا سماع صحیح وثابت ہے۔

(۱۱۲) حدثنا أبو الوليد: ثنا عمر ابن أبي زائدة قال: رأيت قيس بن أبي حازم كبر على الجنازة فرفع يديه في كل تكبيرة.

[۱۱۲] ہمیں ابو الولید (الطیالسی) نے حدیث بیان کی: ہمیں عمر بن ابی زائدہ نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے قیس بن ابی حازم کو دیکھا وہ جنازے پر تکبیر کہتے (تو) ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۱۱۳) حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي: ثنا أبو معشر يوسف البراء: ثنا موسى بن دهقان قال: رأيت أبان بن عثمان يصلي على الجنازة فكبر أربعاً يرفع يديه في أول التكبيرة.

[۱۱۳] ہمیں محمد بن ابی بکر المقدمی نے حدیث بیان کی: ہمیں ابو معشر یوسف البراء نے حدیث بیان کی: ہمیں موسیٰ بن دہقان نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: میں نے ابان بن عثمان کو جنازے پر نماز پڑھتے دیکھا تو انہوں نے چار تکبیریں کہیں۔ آپ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کر رہے تھے۔ ❷

(۱۱٤) حدثنا علي بن عبدالله وإبراهيم بن المنذر قالا: ثنا معن بن عيسٰى: ثنا أبو الغصن قال: رأيت نافع ابن جبير يرفع يديه مع كل تكبيرة على الجنازة.

[۱۱۴] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) اور ابراہیم بن المنذر، دونوں نے حدیث بیان کی: ہمیں معن بن عیسیٰ نے حدیث بیان کی: ہمیں ابو الغصن نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا وہ جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

(۱۱۵) حدثنا محمد بن المثنٰى:

[۱۱۵] ہمیں محمد بن المثنیٰ نے حدیث بیان

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔
یہ روایت عمر بن ابی زائدہ کی سند سے مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۵) میں درج ہے۔

❷ اس کی سند ضعیف ہے۔
موسیٰ بن دہقان ضعیف راوی ہے، دیکھئے تہذیب التہذیب و تقریب التہذیب (۶۹۶۰)

❸ اس کی سند حسن ہے۔

ثنا الوليد بن مسلم قال: سمعت الأوزاعي عن غيلان بن أنس قال: رأيت عمر بن عبدالعزيز يرفع يديه مع كل تكبيرة على الجنازة.

کی: ہمیں ولید بن مسلم نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے اوزاعی کو غیلان بن انس سے بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا وہ (نماز) جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۱۱٦) حدثنا علي بن عبدالله: حدثنا زيد بن حباب: ثنا عبدالله بن العلاء قال: رأيت مكحولاً صلّى على جنازة فكبر عليها أربعاً و يرفع يديه مع كل تكبيرة .

[۱۱٦] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں زید بن حباب نے حدیث بیان کی: ہمیں عبداللہ بن العلاء (بن زبر) نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے مکحول کو دیکھا، انہوں نے (ایک میت پر) نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ ❷

(۱۱۷) حدثنا علي بن عبدالله: ثنا أبو مصعب صالح بن عبيد قال: رأيت وهب بن منبه يمشي مع جنازة فكبر أربعاً يرفع يديه مع كل تكبيرة.

[۱۱۷] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں ابو مصعب صالح بن عبید نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے وہب بن منبہ کو جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا۔ پھر انہوں نے چار تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ ❸

---

❶ اس کی سند ضعیف ہے۔ اسے ابن ابی شیبہ (۳/۲۹٦ ح ۱۱۳۸۱) نے بھی امام اوزاعی کی سند سے بیان کیا ہے۔ غیلان بن انس مستور (مجہول الحال) راوی ہے۔ اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور سوائے ابن حبان کے کسی نے بھی اسے ثقہ نہیں کہا۔

❷ اس کی سند حسن ہے۔

❸ اس کی سند ضعیف ہے۔ صالح بن عبید: مجہول الحال راوی ہے اسے ابن حبان کے سوا کسی نے بھی ثقہ نہیں کہا۔ امام ابوحاتم رازی اور حافظ ذہبی اسے مجہول قرار دیتے ہیں۔

(۱۱۸) حدثنا علي بن عبدالله: أنا عبدالرزاق: أنا معمر عن الزهري أنه كان يرفع يديه مع كل تكبيرة على الجنازة.

[۱۱۸] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی: ہمیں معمر (بن راشد) نے خبر دی وہ زہری سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جنازے پر ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۱۱۹) قال وكيع عن سفيان عن حماد سألت إبراهيم فقال: يرفع يديه في أول التكبيرة .

[۱۱۹] وکیع نے سفیان (ثوری) سے، انہوں نے حماد (بن ابی سلیمان) سے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم (نخعی) سے پوچھا تو انہوں نے کہا: پہلی تکبیر میں (ہی) رفع یدین کرنا چاہئے۔ ❷

(۱۲۰) و خالفه محمد بن جابر عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله أن أبابكر و عمرؓ

[۱۲۰] اور محمد بن جابر (الیمامی) نے اس (سفیان ثوری) کی مخالفت کی، اسے حماد (بن ابی سلیمان) عن ابراہیم (النخعی) عن علقمہ عن عبداللہ (بن مسعود) کی سند سے روایت کیا کہ بے شک ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما (رفع یدین نہیں کرتے تھے۔) ❸

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔

یہ روایت دوسرے الفاظ کے ساتھ مصنف عبدالرزاق (۲/۴۶۹ ح ۶۳۵۷) میں موجود ہے اور حافظ عبدالرزاق نے کہا: "وبه نأخذ" ہمارا (محدثین کا) اسی پر عمل ہے۔

جزء رفع الیدین اور مصنف عبدالرزاق، دونوں کے الفاظ صحیح ہیں۔ والحمدللہ

❷ اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کے راوی سفیان ثوری زبردست ثقہ امام ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے اور اس روایت میں ان کی تصریحِ سماع موجود نہیں ہے۔

❸ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر☆)

قال البخاري: و حديث الثوري أصح عند أهل العلم مع أنه قد روي عن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير وجه أنه رفع يديه.

بخاری نے کہا: (محمد بن جابر: ضعیف سے) (سفیان) ثوری کی روایت، علماء کے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔ اس پر مزید یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے۔

(۱۲۱) حدثنا محمد بن يحيى قال: علي: مارأيت أحداً من مشيختنا إلا يرفع يديه فى الصلاة، قال البخاري: قلت له: سفيان كان يرفع يديه؟ قال نعم.

قال البخاري: قال أحمد بن حنبل: رأيت معتمراً و يحيى بن سعيد وعبدالرحمٰن و يحيى و إسماعيل يرفعون أيديهم عندالركوع و إذا رفعوا رؤوسهم.

[۱۲۱] ہمیں محمد بن یحییٰ (الذہلی) نے حدیث بیان کی، علی (بن عبداللہ المدینی) نے کہا: میں نے جتنے استاد بھی دیکھے ہیں وہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ بخاری نے کہا: میں نے انہیں کہا: سفیان (بن عیینہ) رفع یدین کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔ بخاری نے کہا: احمد بن حنبل نے کہا: میں نے معتمر، یحییٰ بن سعید (القطان) عبدالرحمٰن (بن مہدی) یحییٰ (بن معین) اور اسماعیل (بن علیہ) کو دیکھا۔ وہ رکوع کے وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

(۱۲۲) حدثنا علي بن عبدالله: ثنا ابن (أبي) عدي =

[۱۲۲] ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی: ہمیں ابن (ابی) عدی نے

(☆بقیہ حاشیہ) اس کا راوی محمد بن جابر محدثین کرام کے نزدیک سخت ضعیف ہے۔ آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ محمد بن جابر کی اس روایت کو امام اہل سنت احمد بن حنبل نے ''منکر'' قرار دیا اور سختی کے ساتھ اس روایت کا انکار کیا۔ (کتاب العلل ج ۱ ص ۱۴۴ رقم ۱۰۷) تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین ص ۱۱۵۔۱۱۹۔

❶ صحیح ہے۔ ان سب آثار کی سند صحیح ہے۔

عن الأشعث قال: كان الحسن يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنازة .

اشعث (بن عبدالملک الحمرانی) سے حدیث بیان کی کہ حسن (بصری) جنازے پر، ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ ❶

تم الجزء والحمد لله وحده وصلاته وسلامه على سيدنا محمد وآله وصحبه وتابعيه بإحسان إلى يوم الدين، من نسخة نقلت من خط الحافظ ابن حجر العسقلاني قال: ورأيت في آخره ما صورته علقه لنفسه أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد الشافعي العسقلاني الشهير بابن حجر رحمه الله تعالى آمين. وعلى هامش الأصل: قوبلت ثانياً على بخط أبى الفضل القلقشندي.

[ص ١٥]

جزء (رفع الیدین) ختم ہوا۔ اور تمام تعریفیں ایک اللہ کے لئے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام ہو ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور آپ کی آل، صحابہ اور تابعین پر قیامت کے دن تک۔

یہ اس نسخے سے منقول ہے جو حافظ ابن حجر العسقلانی کے خط (والے نسخے) سے نقل کیا گیا ہے۔ (ناسخ نے) کہا: اور میں نے اس کے آخر میں اس طرح لکھا ہوا دیکھا: یہ ابوالفضل احمد بن علی بن محمد الشافعی ❷ العسقلانی المشہور بابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے لکھا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آمین

اصل کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس کی دوبارہ مراجعت ابو الفضل القلقشندی کے خط کے ساتھ کی گئی۔

زبیر علی زئی

الریاض۔ سعودی عرب اگست ۲۰۰۲ء

الطبعۃ الثانیۃ
جزء رفع الیدین
زبیر علی زئی
23/3/2006
(۲۲ صفر ۱۴۲۷ھ)

---

❶ اس کی سند صحیح ہے۔ ❷ دیکھئے مقدمہ طبع اولیٰ ص ۱۰، ۱۱

راویان حدیث کی فہرست بحوالہ ارقام حدیث

☆☆☆

١١٩

كتاب رفع اليدين في الصلاة تاليف الامام الحافظ الحجة شيخ الحفاظ
علم المحدثين امير المؤمنين ابي عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم
البخاري الجعفي رحمه الله تعالى ورضي عنه
وعنا به امين

قلمی نسخے (مخطوطے) کا پہلا ورقہ (ٹائٹل)
اس نسخے کو اصل بنا کر جزء رفع الیدین کی تحقیق کی گئی ہے۔

ا

بسم الله الرحمن الرحيم وبه ثقتي

أخبرنا الشيخ الإمام العلامة الحافظ المتقن بقية السلف زين الدين أبي
الفضل عبد الرحيم بن الحسين ابن العراقي والشيخ الإمام الحافظ نور الدين علي بن
أبي بكر الهيثمي بقراءتي عليهما قالا أخبرتنا الشيخة الصالحة أم محمد ست العرب
بنت محمد بن علي بن أحمد بن عبد الواحد ابن البخاري قالت أنا جدي الشيخ فخر الدين
ابن البخاري قراءة عليه وأنا حاضرة وإجازة لما يرويه قال أنا أبو حفص عمر بن محمد
ابن معمر بن طبرزد سماعا عليه أنا أبو غالب أحمد بن الحسن بن البنا أنا أبو الحسين
محمد بن أحمد بن حسنون النرسي ثنا أبو نصر محمد بن أحمد بن موسى الملاحمي
أنا أبو إسحاق محمود بن إسحاق بن محمود الخزاعي قال أخبرنا الإمام أبو عبد الله
محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري قال الرد على من أنكر رفع الأيدي
في الصلاة عند الركوع وإذا رفع رأسه من الركوع وأبهم على العجم في ذلك تكلفا
لما يعنيه فيما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من فعله وقوله
ومن أصحابه وروايتهم كذلك ثم من فعل التابعين واقتداء السلف
بهم في صحة الأخبار بعض عن بعض الثقة عن الثقة من الخلف العدول رحمهم
الله تعالى وأنجز لهم ما وعدهم على ضغينة صدره وحرجة قلبه نفارا عن سنن رسول
الله صلى الله عليه وسلم مستخفا لما يحملوا استكبارا أو عداوة لأهلها لشوب البدعة
لحمه وعظامه ومخه وأنسه باحتفال العجم حوله اغترارا لما قال النبي صلى الله عليه وسلم
لا تزال طائفة من أمتي قائمة على الحق لا يضرهم من خذلهم ولا خلاف من خالفهم
ماض ذلك أبدا إلى جمع سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم أو إحيائها الميت وإن كان
فيها بعض التقصير بعد الحث والإرادة على صدق النية ولكن تمام الأسوة في رسول
الله صلى الله عليه وسلم وسنته واتباع الخلق من أفعال رسول الله صلى الله عليه وسلم
في غير عزيمة حتى يعزم عليه ترك فعل من فعل أو فعل بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم
لأمر الله ومنته وفرض عليهم طاعته وأوجب عليهم اتباعه وفضل اتباعهم وطاعتهم
لطاعة نفسه عز وجل أعظم المن والطول فقال وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم
عنه فانتهوا وقال من يطع الرسول فقد أطاع الله وقال فلا وربك لا يؤمنون حتى
يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما
فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم وقال لقد كان لكم
في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرا فرحم الله
عبدا استعانه باتباع رسوله صلى الله عليه وسلم واقتصاص أثره وليستعن تبارك
وتعالى من شر نفسه ويسلم لقوله عز وجل فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى
أخبرنا إسماعيل بن أبي أويس حدثني عبد الرحمن بن أبي الزناد عن موسى بن عقبة
عن عبد الله بن الفضل الهاشمي عن عبد الرحمن بن هرمز الأعرج عن عبيد الله بن أبي
رافع عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
يرفع

(حاشية: ساقط من الإشارة من و إلى الإشارة ليس في نسخة ... الفضل ابن القلقشندي)

قلمی نسخے (الاصل) کا اندرونی پہلا ورقہ

بسم الله الرحمن الرحيم

قال ابو عبد الله محمد بن اسمعيل بن ابراهيم البخاري
الرد على من انكر رفع الايدي في الصلوة عند الركوع
واذا رفع راسه من الركوع وأبهم على العجم في ذلك
تكلفا لما لا يعنيه فيما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم فيه فعله وروايته عن اصحابه ثم فعل اصحاب
النبي ﷺ والتابعين واقتداء السلف بهم في صحة
الاخبار بعض عن بعض الثقة عن الثقة من الخلف
العدول رحمهم الله وانجز لهم ما وعدهم على ضغينة
صدره وحرجة قلبه ونفارا عن سنن رسول الله ﷺ لما
يحمله واستكباره وعداوة لاهلها لشوب البدعة
لحمه وعظامه ومخه وانسيه باحتفاء العجم حوله
اغترارا بها وقال النبي ﷺ لا تزال طائفة من امتي قائمة
على الحق لا يضرهم من خذلهم ولا خلاف من خالفهم ماضين
ذلك ابدا في جميع سنن النبي ﷺ لا احياء ما اميتت و
ان كان فيها بعض التقصير بعد الحث والارادة على

دوسرے قلمی نسخے کا پہلا صفحہ

قال الحافظ ابن حجر فی مقدمة فتح الباری قال ابو حاتم الرازی لم تخرج من خراسان قط احفظ
من محمد بن اسمعیل البخاری ولا قدم منها الی العراق اعلم منه وقال امام الائمة ابو بکر بن محمد
ابن خزیمة ما تحت ادیم السماء اعلم بالحدیث من محمد بن اسمعیل البخاری وقال له مسلم اشهد
انه لیس فی الدنیا مثلک وفضائله اکثر من ان تذکر ومن تصانیفه الادب المفرد ویرویه عنه
ابن محمود بن [illegible] الجلیل بالجیم البزاز ورفع الیدین فی الصلوة والقراءة خلف الامام یرویهما عنه
[illegible] محمود بن اسحق الخزاعی وهو آخر من حدث عنه بخلیل الی آخر ما قال وکان وفاته
الله تعالی لیلة السبت لیلة عید الفطر سنة ست وخمسین ومائتین وکان مدة عمره اثنین وستین
سنة الا ثلثة عشر یوما تغمده الله برحمته آمین انتهی ما فی المقدمة

ص ٣٦

قد تم هذه الرسالة سنة الف وثلثمائة وواحد یوم الثلاثاء سادس عشر شهر ربیع الاول وخامس
شهر جنوری وثالث شهر مانگهه وقت الضحی فی عاشر الساعة [illegible] علی [illegible]

دوسرے قلمی نسخے کا آخری صفحہ

تیسرا قلمی نسخہ

تیسرا قلمی نسخہ

عبادات بندے اور اس کے مالک کے درمیان رابطے میں پختگی اور استحکام پیدا کرتی ہیں ان سب میں نماز اپنی اہمیت وفضیلت اور ثمرات کے اعتبار سے بہت نمایاں ہے ۔ کتاب وسنت میں سب سے زیادہ اس کے مسائل وفضائل اور آداب وقواعد کا ذکر کیا گیا ہے۔ ((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)) حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ایسا ارشاد گرامی ہے، جس کی تعمیل اور پیروی ناگزیر ہے۔ نماز کے مسائل میں رفع یدین کو ایک بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔ یوں تو دنیا میں آج کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو عملاً رفع یدین کے بغیر نماز ادا کرتا ہو مگر بعض مسلمان ادھوری رفع یدین کرتے ہیں احادیث متواترہ میں مرفوع روایات سے ہمیں رفع یدین کی جو تعلیم ملتی ہے وہ نماز پنجگانہ ہو یا عیدین کی نماز، وہ جنازے کی نماز ہو یا تراویح کی ہر جگہ تکبیر تحریمہ اور رکوع سے پہلے اور بعد میں کندھوں یا کانوں کے برابر دونوں ہاتھ اٹھانے کا حکم ملتا ہے۔ حدیث کی گیارہ مستند کتابوں میں سوا۔ جید صحابہ کرامؓ نے رفع یدین کی مذکورہ صورت کو واضح طور پر بیان کیا ہے نماز میں رفع یدین کی نوعیت اور اہمیت کے پیش نظر امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جیسے عظیم محدث نے رفع الیدین کی صحیح صورت حال کی وضاحت کے لئے ایک مستقل رسالہ "جزء رفع الیدین" کے عنوان سے لکھا ہے جس میں ایک سو بائیس حوالوں سے اس کا ثبوت واثبات واضح کیا ہے۔ ان احادیث کے راویوں میں مکہ، حجاز، عراق، شام، بصرہ، یمن خراسان اور بخارا سے تعلق رکھنے والے حضرات شامل ہیں۔ اثبات رفع یدین میں یہ رسالہ حرف ناطق ہے، جس سے علم حدیث کے اصول ومبادی جاننے والا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اس اہم رسالے کا عربی متن ظاہریہ کے اس نسخے سے حاصل کیا گیا ہے جسے ابن حجر عسقلانیؒ جیسے محدث نے اپنے لئے تحریر کیا تھا اس اہم رسالے کے عربی متن کی عمدہ تحقیق، مثالی تخریج اور مستند اردو ترجمہ حافظ زبیر علی زئی صاحب کے قلم سے ہوا ہے۔ میں ان کی تحقیق وتخریج اور محنت شاقہ کی داد دیتا ہوں مجھے یقین ہے کہ اس رسالے کا اہل علم اور انصاف پسند مسلمانوں میں بخوبی استقبال ہوگا۔ اس رسالے کے مطالعے سے رفع یدین کو فضیلت وعدم فضیلت اور ترجیح وعدم ترجیح کی بجائے سنت متواترہ کی حیثیت سے جانا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے عامتہ المسلمین کیلئے نافع بنائے۔ آمین یاربّ العالمین

پروفیسر عبدالجبار شاکر